REGD No. E.P. 67

QADIAN.

رجسٹرڈ نمبر ای پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۵۰-۳ روپے
ممالک غیر ۵۰-۷ ″
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۷ | ۲۶ احسان ۱۳۳۷ ہش - ۷ ذوالحجہ ۱۳۷۷ھ - ۲۶ جون ۱۹۵۸ء | نمبر ۲۴

قادیان میں احمدیہ جماعت کے خلاف شر انگیزی

قابلِ توجہ حکومتِ پنجاب

افسوس کا مقام ہے کہ باوجود اس کے کہ ملک کے بہی خواہ لیڈر بار بار فرقہ دارانہ ذہنیت اور مذہبی تعصب کی مذمت کرتے رہتے ہیں۔ اور ملک کی ترقی میں اس کو بہت بڑی روک بتاتے ہیں۔ اور ابھی حال میں ہی جناب پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم نے کھلے الفاظ میں دس بات کا اظہار کیا ہے کہ اقلیت کی فرقہ داری سے اتنا نقصان ملک کو نہیں پہنچتا جتنا نقصان اکثریت کی فرقہ دارانہ حرکات سے پہنچتا ہے۔ کیونکہ اکثریت اپنی فرقہ داری کو قومیت اور نیشنلزم کا نام دیتی ہے قادیان کے جن سنگھی آئے دن احمدیہ جماعت کے خلاف جو ایک بہت چھوٹی اقلیت ہے کینہ۔ تعصب اور عناد کی آگ مشتعل کرتے رہتے ہیں۔ گزشتہ سال میں کوئی موقعہ ایسا نہیں آیا کہ یہ متعصب گروہ نیش زنی سے چوکا ہو۔ اور کوئی تیر نہیں جو انہوں نے جماعت کے خلاف نہ پھینکا ہو۔ جہاں ذمہ دار حکام شہر کی فضاء کو پُر امن اور خوشگوار کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ وہاں یہ لوگ شہر اور احمدیہ جماعت کے خلاف فتنہ و فساد کھڑا کرنے کے لئے بلا وجہ تعصب و کینہ کا اظہار اور زہر چکانی کرتے رہتے ہیں شاید ان کو یہ بھی تکلیف ہے کہ احمدیہ جماعت کانگریس میں شامل ہے۔ اور شہر اور میونسپل کمیٹی میں نمایاں حصہ اور تعاون جماعت احمدیہ کی طرف سے ہے۔ لیکن کیا احمدیہ جماعت کے افراد ایک غیر فرقہ دار جماعت کو چھوڑ کر ان متعصب اور مسلم آزار لوگوں کی تنظیم میں شامل ہو سکتے ہیں جن کا سب سے بڑا مقصد ہی مسلمانوں کو تباہ کرنا ہے۔

ان ناپسندیدہ اور دشمنانہ طریقوں سے اقلیتیں ان کے قریب نہیں آ سکتیں اگر وہ اقلیتوں کو قریب لانا چاہتے ہیں تو ان کے ساتھ رواداری۔ انصاف اور حسنِ سلوک سے پیش آئیں۔ سارے ملک پر حکومت فرقہ داریت کے بل پر نہیں بلکہ رواداری اور محبت کے ذریعے ہو سکتی ہے۔ کاش یہ لوگ اس بات کو سمجھیں اور احمدیہ جماعت کے ساتھ جو ملک کے لئے سراسر رحمت اور عزت کا باعث ہے انصاف کر سکیں۔

یہ چند سطور لکھنے کی اس لئے ضرورت پیش آئی کہ مورخہ ۱۹ جون کو قادیان میں جن سنگھ کے زیر اہتمام ایک جلسہ ہوا۔ جلسہ کا موضوع اور غرض و غایت تو کچھ اور تھی۔ لیکن اس اجتماع سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے جن سنگھ کے کرمچاریوں نے حسب عادت جماعت احمدیہ کے خلاف زہر چکانی کر کے فرقہ دار طبقہ میں اپنی عزت اور شہرت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ شری دریام چند نے جو صدر جلسہ تھے۔ بلا وجہ احمدیہ جماعت کے ایک فرد کے متعلق چوری کی واردات کا حوالہ دیا اور کہا کہ یہ نیک پارسا اور عبادت گذار بنے ہوئے ہیں۔ ان کا آدمی بھی ایک چوری میں پکڑا گیا۔ اور اس سے کارتوس بھی برآمد ہوئے۔ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے مقدمہ عدالت میں جا کر فیصل ہو چکا ہے۔ اس لئے اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن جس علاقہ میں سینکڑوں چوریوں کی وارداتیں ہر سال ہوتی ہوں۔ وہاں پر قادیان کے احمدیوں کے ایک بچے سے اگر گیارہ سال کے عرصہ میں ایک واقعہ سرزد ہوا۔ تو اس میں کونسی غیر معمولی بات ہے۔ اور اس سے احمدیوں کی پارسائی کے خلاف کیا ثبوت ملتا ہے بالخصوص جبکہ احمدیہ جماعت کا یہ کردار نمایاں ہے کہ اس نے اپنے کسی قصور وار کو کبھی پناہ نہیں دی۔ اور نہ ایسے لوگوں کی ناجائز حمایت کی ہے۔ اس چوری کے کیس میں بھی نہ صرف یہ کہ جماعت نے قصور وار کی ناجائز حمایت نہیں کی۔ بلکہ کیس کو برآمد کرانے میں پولیس کیساتھ پورے طور پر تعاون کیا۔ اور اس معاملہ میں یہاں تک احتیاط کی کہ ضمانت پر رہا ہونے کا جو جائز حق ملزم کو پہنچتا تھا اس سے بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔

کیا ایسا نمونہ جن سنگھ یا کسی دوسرے گروہ میں بھی مل سکتا ہے۔ پھر باوجود اس کے جماعت احمدیہ کو کوسنا اور مطعون کرنا کس قدر افسوسناک ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ کارتوس برآمد ہوئے اس بارہ میں بھی زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ جن کارتوسوں کی اس لڑکے نے نشان دہی کی تھی وہ احمدیہ جماعت کی مقبوضہ جگہ پر نہ تھے۔ بلکہ ڈھاب کے کنارے پر شاملات دہ میں تھے جس جگہ کا جماعت سے تعلق نہیں۔ اور جن کو کارتوس کہا گیا ہے دراصل وہ بھی جیسا کہ موقعہ پر موجود لوگ جانتے ہیں سوائے گلے سڑے چند بوسیدہ خولوں کے اور کچھ نہ تھے یہ اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

شری دریام چند نے یہ بھی کہا کہ احمدیوں کے محلہ میں تہ خانوں کی تلاشی حکومت کو لینی چاہیئے۔ افسوس ہے کہ دریام چند صاحب نے پبلک سٹیج سے اتنی غیر ذمہ دارانہ اور خلافِ حقیقت بات کا اظہار کر کے پبلک میں اشتعال پیدا کرنے کی کوشش کی۔ جن تہ خانوں کے متعلق انہوں نے اعلان کیا ہے وہ شاید ان کے ذہن میں یا ان ایسے بعض اور لوگوں کے ذہنوں میں واقع ہوں۔ ورنہ احمدیہ جماعت کے محلہ میں تو کوئی تہ خانہ پایا نہیں جاتا۔ اور نہ کسی تہ خانہ کی احمدیہ جماعت کو ضرورت ہے۔ باقی رہا تلاشی کا سوال تو اس بارہ میں ہم بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ گذشتہ ۱۹۴۷ء کے پُر آشوب زمانہ میں جبکہ عوام نے کئی جائز و ناجائز طریق برتے ان جیسے لوگوں کی غلط مخبریوں کی بنا پر یہ بھرم بھی نکالا جا چکا ہے۔ اور خدا کے فضل سے ایسی تلاشیوں سے یہی ثابت ہوا۔ کہ احمدیہ جماعت ظاہری اور باطنی طور پر پابند قانون اور حکومت کی وفادار ہے۔ ہاں بدخواہ اور جھوٹے مخبروں نے غلط قدم اٹھوا کر ملک اور افسران کو ضرور بدنام کیا۔ اور ملک کی شہرت و عزت پر دھبہ لگایا۔

شری دریام چند نے تقریر میں یہ بھی کہا کہ جب ان احمدیوں کو کچھ کہا جائے۔ تو پنڈت نہرو سے ورے نہیں ٹھیرتے۔ شاید ان کا اس سے یہ مطلب ہے کہ مذہبی تعصب اور دشمنی سے وہ جتنا چاہیں اس کمزور اقلیت پر ظلم کرتے جائیں۔ اور اگر اس کے متعلق ہم جناب پنڈت نہرو یا کسی اور ذمہ دار افسر کے ذریعہ داد رسی چاہیں تو اس کا بھی ہم کو حق نہیں ؎

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اس ذہنیت پہ جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ کیا اقلیتیں جن سنگھ کے لیڈروں کے پاس دادخواہی کے لئے جائیں۔ جو ہر وقت ان کی موت کے درپے نکال رہے ہیں۔ یا جناب نہرو کے پاس فریاد کریں جہاں ان کو انصاف اور رواداری کی توقع ہے۔

آخر میں ہم حکومت پنجاب کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کی تقریروں پر پابندی لگائے جو نہ صرف شہر کی فضاء کو مسموم کرتی ہیں۔ بلکہ ایک بین الاقوامی امن

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۱ جون۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق مری سے ۱۸ جون کی آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۲۱ جون حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو کل بہت بے چینی رہی نزلہ بھی بڑی کثرت سے بار بار آتا رہا۔ حرارت بھی رہی۔ احباب حضرت ممدوح کی کامل شفایابی کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

— صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ سلمہا پہلے کی نسبت آرام ہے زخم آہستہ آہستہ مندمل ہو رہا ہے تاحال قدرے حرارت ہو جاتی ہے احباب جماعت صاحبزادی صاحبہ کی کامل شفایابی کیلئے دعا کرتے رہیں۔

قادیان ۲۴ جون۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۲۶ جون ۱۹۵۸ء

عید قربان

عید الفطر کے کوئی سوا دو ماہ بعد عید الاضحیہ آتی ہے۔ اسلام کے فقط یہی دو تہوار ہیں اور وہ بھی ہر قسم کے لہو و لعب۔ کھیل کود سے بالکل مبرا۔ جن کا مقصد یہ عبادت الٰہی میں زیادتی، تزکیہ نفس کی طرف توجہ اور اخلاق کی اعلیٰ تربیت ہے۔

عید الفطر جو ایک ماہ کی لمبی ریاضت کے بعد اجتماعی رنگ میں شکر نعمت بجا لانے کا موقعہ بہم پہنچاتی ہے۔ جس میں سچے مسلمان اپنے خدائے بزرگ و برتر کے حضور دوگانہ ادا کرتے ہیں۔ اور اس بات پر گونہ خوشی محسوس کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ان کے لئے اس طور سے احتساب نفس کا موقعہ بہتر فرمایا۔ اور عید الاضحیہ کی تقریب اس مقدس عہد کی یاد تازہ کرتی ہے جو خدا کے سچے پرستار ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرمانبردار بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے آستانہ الوہیت پر اپنے تن من دھن کو قربان کر دینے کے لئے کیا۔ اس موقعہ پر مسلمان جانوروں کی قربانیاں بھی کرتے ہیں۔ ان کی یہ ظاہری قربانی درحقیقت باطنی قربانی کی دلیل ہوتی ہے۔ اور تصویری زبان میں اس بات کا اعلان ہوتا ہے کہ ان کے نفوس بھی حق پر قربان ہونے کے لئے ہر دم تیار ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ جانوروں کی قربانی اس جذبہ اور روح کے بغیر چنداں وقعت نہیں رکھتی۔ اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

لن ینال اللّٰہ لحومھا و
لا دماءھا و لکن ینالہ
التقویٰ منکم

یعنی جانوروں کی ان ظاہری قربانیوں سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی کہ تمہارے دل کی گہرائیوں میں ایسا تقویٰ سما جائے جس سے تمہاری ہستی پر ایک انقلاب آ جائے اور تم انسانی ہمدردی اور اپنے بنی نوع کی خدمت اور ہمدردی میں اپنے آخری سانس کو خرچ کر دو۔ ورنہ ان قربانیوں کے گوشت اور خون کی خدا کو کیا حاجت ہے۔

حال ہی میں بعض اخبارات میں ماسکو ریڈیو سے اس خلاف اسلام پراپیگنڈے کا ذکر آیا ہے کہ فریضہ حج سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں۔ اس سے نہ صرف قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے بلکہ اقتصادیات کو بھی نقصان پہنچتا ہے مگر فی الحقیقت مادہ پرستوں کا یہ خیال ان کے اپنے قصور فہم کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ دنیا کے سب کام محض اس بنا پر سر انجام نہیں دیئے جاتے کہ ان سے ضرور کوئی مادی فائدہ حاصل ہو بلکہ اوقات بمقابلہ مادی فوائد کے دوسری نوعیت کے بیشمار فوائد و منافع زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ خود مادہ پرستوں کا اپنا عمل اس کی تغلیط کر رہا ہے۔ مثلاً ہر سال کلچرل مشن ایک ملک سے دوسرے ملک کو جاتے ہیں۔ کھیل کود کے متعدد مقابلے ہوتے ہیں۔ ایسے وفود بکثرت گھومتے پھرتے ہیں۔ ان کے کام پر نعرہ ہائے تحسین بلند کرنے والے زیادہ تر یہی مادہ پرست ہیں۔ اب ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے کہ ایسے وفود سے کتنے روبل آمد ہوئی۔ کتنی مشینیں تجربہ گاہ میں پہونچیں، کتنے پرزے تیار ہوئے یا کتنا غلہ پیدا ہوا تو وہ کوئی مثبت جواب نہ دے سکیں گے۔

اگر ایسے تبادلہ وفود کا ماحصل مادی فائدہ کی شکل میں نہیں بلکہ کچھ اور ہے تو سمجھ لیجئے کہ حج بیت اللہ اور جانوروں کی قربانیوں کے نتیجہ میں بھی مادی فوائد کی تلاش بے سود ہے۔ اس کے نتیجے تو حقیقی انسانیت کی خالص اور چمکتی ہوئی روح کار فرما ہے جو دوسروں کا خون چوسنے کی بجائے آپس میں مہر و محبت سے رہنا سکھاتی ہے وہ دوسروں پر ظلم کرنے کی بجائے ان کے لئے قربان ہو جانے کا دروازہ کھولتی ہے اور دوسروں کو دکھ پہنچانے کی جگہ خود دکھ اٹھا کر سکھ پہنچانے کا سبق ہمیں سکھاتی ہے۔ وہ ذاتی جلب منفعت کے پودے کو اکھیڑ کر ان کی ہمدردی کی بنا رکھتی ہے ـــــ

ذرا غور کیجئے آخر اس مادہ پرستی نے دنیا میں کونسا قابل ذکر کارنامہ سر انجام دیا۔ نسل انسانی کے لئے سکھ اور چین کے کیا سامان کئے۔ سائنس دور کے اس زمانہ عروج میں انسان نے جو کچھ حاصل کیا وہ صرف انتہائی خوفناک تباہی کا سامان ہے۔ اس وقت کسی ترقی یافتہ قوم کے پاس جس قدر زیادہ سامان نظر آتے ہیں وہی اپنے تئیں سب سے زیادہ تباہی کے کنارے پر دیکھ رہی ہے۔ اگر مادیت نے انسانی سکھ اور چین کے لئے اور انسانیت کے لئے کچھ کیا ہوتا۔ تو آج یہ دنیا اس طور سے لرزاں و ترساں نظر نہ آتی!!

یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ اس نے دوسروں کی لاشوں پر اپنے محل تیار کرنے کی کوشش کی۔ مگر ذاتی قربانی کا سبق نہ سیکھا۔ اس نے اپنا پیٹ بھرنے کے لئے اپنے ہمسایہ کے بچوں کے بلکتے بھوکے ٹوٹی چھیتی مگر پڑوسی کا حق نہ پہچانا۔ اس نے دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ لیا مگر آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔ اس نے اپنے جسم کی خاطر سب کچھ کیا مگر اپنی روح جو اس کے وجود کی تکمیل کا واحد باعث ہے کے لئے کچھ نہ کیا اسلئے آج اس کے دل سے حقیقی چین اور سکون جاتا رہا۔ اور باوجود بڑے (باقی صفحہ پر)

جناب پروفیسر عبد المجید صاحب ایم۔ اے سابق سفیر سعودی عرب کا

ـــــ (ایک خط) ـــــ

جناب پروفیسر عبد المجید صاحب کا ایک ضروری خط جو میرے نام موصول ہوا تھا شکریہ کے ساتھ افادۂ عام کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ اس خط میں انہوں نے جس خلوص اور جذبۂ محبت کا اظہار کیا ہے اور جو قیمتی مشورے دیئے ہیں ان کے لئے ہم سب ان کے ممنون ہیں فجزاہم اللہ

مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

۴۴ کلارک ہوٹل شملہ ۱۷/۳/۵۸

پیارے مرزا وسیم احمد صاحب ـ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

خط کی رسیدگی کی اطلاع دیر سے دینے پر مہربانی کر کے معاف فرماویں۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے میں باقاعدہ بیعت شدہ احمدی نہیں ہوں لیکن میرا نظریہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی جماعت احمدیہ کے متعلق ہمیشہ احترام اور قدردانی کا رہا ہے اور ۱۹۲۸ء سے میرے تعلقات موجودہ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے بھی ہیں۔ علاوہ ازیں میرے بہت سے قریبی رشتہ دار پچیس سال سے زائد عرصہ سے احمدی ہیں۔

ذاتی طور پر میں عام معروف طریق پر مذہبی آدمی نہیں۔ کیونکہ میں اپنے اوپر پرانی روایات اور رسومات اور عقائد کی پابندیاں عائد نہیں کر سکتا۔ اور مجھ میں تنگ نظری نہیں پائی جاتی۔

میں ایک ناچیز مسلمان ہوں جو اپنی مادر وطن یعنی ہندوستان کے ساتھ عقیدتمندی کے جذبات رکھتا ہوں۔ اور اسلام کی رواداری اور وسیع النظری کی جو تشریح احمدیہ جماعت کے بانی اور آپ کے دونوں خلفاء نے فرمائی ہے اس سے بہت متاثر ہوں۔ خاص طور پر "جہاد" کی جو وضاحت روحانی جد و جہد اور قلم اور زبان سے تبلیغی کوششوں کے معنوں میں انہوں نے فرمائی ہے اس نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔

قرآن شریف نے بجا طور پر فرمایا ہے قل یایھا الناس قد جاءکم الحق من ربکم۔ فمن اھتدیٰ فانما یھتدی لنفسہ و من ضل فانما یضل علیھا۔ و ما انا علیکم بوکیل۔ یعنی کہہ دے کہ اے لوگو! تمہارے پاس خدا کی طرف سے حق آ گیا ہے۔ پس جو ہدایت پاتا ہے اس کا فائدہ اس کو ہے اور جو گمراہی [illegible] اس کا نقصان اسے ہے۔ اور میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں۔

اور ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن (۱۲۵-۱۶) یعنی اپنے رب کے رستہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت سے بلاؤ اور اچھے طریق سے بات کرو۔

دوسرے الفاظ میں تلوار کا جہاد اس زمانہ میں اسلام کی نفی ہے۔ کیونکہ لا اکراہ فی الدین یعنی دین میں جبر نہیں ہے۔

میری خواہش ہے کہ ہندوستان کے احمدی جہاد کے صحیح مفہوم کی جو اسلامی تعلیمات کے رو سے ہے زیادہ سے زیادہ اشاعت کریں میں یہ مشورہ بھی دینا چاہتا ہوں کہ ایک پمفلٹ جہاد کے صحیح مفہوم کے متعلق انگریزی میں شائع کر کے مفت تقسیم کیا جائے۔

آپ ہندوستان اور اسلام کی ایک بہت بڑی خدمت کریں گے۔ اگر انگریزی۔ اردو ہندی اور پنجابی میں ان تمام تقاریر اور مضامین کو جو فرقہ وارانہ اتحاد اور سیر و سوانح پیشوایان مذاہب کے متعلق ۱۹۴۸ء کے بعد سے پڑھے گئے ہیں مفت تقسیم کے لئے شائع کریں۔

والسلام آپکا مخلص ـــ پروفیسر عبد المجید۔

احباب جماعت اڑیسہ کے نام ضروری پیغام

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

گذشتہ دنوں خاکسار کو مع دیگر احباب کے اڑیسہ کی احمدی جماعتوں میں دورہ کرنے اور احباب جماعت سے ذاتی طور پر تعارف اور ملاقات کا موقعہ ملا۔ جملہ احباب نے جس محبت اور خلوص کا سلوک کیا ہے اس کے لئے میں اُن سب کا بالخصوص مولوی محمد احمدؐ صاحب پراونشل امیر اڑیسہ اور اُن کی مجلس عاملہ کے رکن اور محترم سید فضل الرحمٰن صاحب بی۔ اے نائب پراونشل امیر اڑیسہ جو تمام دورہ میں ہمارے ساتھ رہے۔ اسی طرح سید منظور احمد صاحب آف بھوبینیشور اور شرافت احمد خاں صاحب صدر جماعت احمدیہ کٹک اور سید بدر الدین احمد صاحب آف سونگھڑہ اور عبد السلام صاحب پوری اور مکرم شیخ طاہر الدین صاحب صدر جماعت کیرنگ اور مکرم خان بہادر مصاحب خاں صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر آف کیرنگ اور مکرم مرزا شیر علی بیگ صاحب آف مانکا گوڑا کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب احباب کو اپنی خاص نصرتوں اور برکتوں سے نوازے اور ان کو احمدیت کے نور سے خود بھی منور ہونے اور دوسروں کو بھی منور کرنے کی توفیق دے اور ان کا اور ان کی اولادوں کا حافظ و ناصر ہو۔ میرے ساتھ جو محبت اور خلوص کا احباب نے سلوک کیا ہے وہ دراصل اس محبت اور عقیدت کا پرتو ہے جو خدا تعالیٰ نے ہر مخلص احمدی کے دل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خاندان کے متعلق رکھی ہے اللہ تعالیٰ اس کا بہترین اجر احباب کو دے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہام

”اِنّی معک و مع من احبّک“ کے ماتحت جملہ احباب کو اپنی معیت سے نوازے۔

برادران! اڑیسہ میں میرے مختصر قیام کے دوران میں کئی تبلیغی و تربیتی جلسے ہوئے اور انفرادی ملاقات کے ذریعہ بھی احباب کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی گئی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس دورہ کے نتیجہ میں احباب میں کافی حد تک بیداری اور فرض شناسی کا احساس پیدا ہوا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے بھی میری واپسی پر بذریعہ تار اس دورہ کی کامیابی پر مبارکباد بھجوائی۔ لیکن ہر کامیابی اسی وقت صحیح معنوں میں دیرپا ہو سکتی ہے جب اس بیداری کو مستقل طور پر قائم رکھا جائے۔ مرکز کی جملہ تحریکات پر دل و جان سے عمل کیا جائے تبلیغی تعلیمی تربیتی، مالی اور تنظیمی امور میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لی جائے۔ اور ہر جماعت اور فرد اپنے اندر حرکت اور جان پیدا کرے اور ایسا رنگ ظاہر ہو کہ یہ حرکت اور روح ہر غیر کو بھی نظر آئے۔

اڑیسہ میں احمدیت کے لئے بڑا روشن مستقبل ہے اور بوجہ اس کے کہ اس صوبہ میں بہت سے صحابہ ہوتے ہیں اس پر بہت بھاری ذمہ داری ہے۔ پس میں احباب جماعت ہائے اڑیسہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس ذمہ داری کو خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے مطابق ادا کر کے اپنے محسن مولیٰ سے بہترین اجر پائیں۔ اور اپنے لئے اور اپنی آئندہ نسلوں کے لئے خدائی انعامات کا ذخیرہ جمع کر لیں۔

اے عزیزو! اس دنیا میں دوبارہ پیدا نہیں ہونا اور نہ ہی صحت، عمر اور فرصت کا کوئی اعتبار ہے پس ہر لحظہ کو نہایت قیمتی سمجھتے ہوئے خدمتِ دین میں والہانہ اور مجنونانہ طور پر لگ جائیں اور خدمت کی ہر راہ اختیار کریں۔ تا کہ قبولیت اور انعام کے دروازے آپ کے لئے کھل جائیں۔ اور ہمیشہ کھلے رہیں۔

خدا تعالیٰ آپ سب کا اور ہمارا جو مرکز میں مقیم ہیں حافظ و ناصر ہو۔ اور اپنی خوشنودی اور رضا کے ماتحت خدماتِ دینیہ بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہماری زندگی، موت، قربانیاں اور عبادتیں سب اسی قدوس ہستی کے لئے ہوں۔

خاکسار:۔ مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان ۱۸/۶/۵۸

”عیدِ قرباں“

(از محترم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ)

وہ آئی عیدِ قرباں مومنو تیار ہو جاؤ
یہ بذلِ مال و جاں اکثرِ ایکرا پیشہ ہو جاؤ

خلیل اللہ کی سنت تازہ کرنے کو کمربستہ
پئے تعمیلِ حکمِ حاکمِ دادار ہو جاؤ

تمہیں آتا جدا اصنا عو! امزدور!! امراہو!
بلاتا ہے کہ سب خدام یا انصار ہو جاؤ

بوقفِ جائداد و نظم و ضبط و خدمتِ دینی
ثمر اندوزِ نعمت ہائے عقبیٰ دار ہو جاؤ

سلوکِ باہمی صدق و دیانت اور محنت سے
نمونہ ایسا دکھلاؤ کہ اک معیار ہو جاؤ

تمہارے پاس جو کچھ ہے لگا دو راہِ مولیٰ میں
فقیرِ بے نوا بن کر شہِ دربار ہو جاؤ

سپرد ار آ کے اپنی موت سے اک زندگی پاؤ
سہولت سے ابد تک قوم کے سردار ہو جاؤ

ہزار دل راگ خاکستر کے ہر ذرّے سے پیدا ہوں
جلا کر رختِ ہستی اپنا وہ سبق آر ہو جاؤ

صدف بنکر سمیٹو قطرہ ہائے آبِ رحمت کو
پھر آب و تاب پا کر گوہرِ شاہوار ہو جاؤ

ابھی تو دور ہے منزل بڑھے جاؤ بڑھے جاؤ
نشانِ نقشِ پا دیکھو سبک رفتار ہو جاؤ

اگر وہ بحرِ بے پایاں جو ساحل ہی نہیں ملتا
ہوائے شوق بھر کے سر میں یکدم پار ہو جاؤ

بفیضِ ساقیٔ ثانی مے گلرنگ عرفانی
پیو بھی اور پلاؤ بھی کہ سب سرشار ہو جاؤ

خلش کانٹوں کی پاؤں تیز کر دے اور بھی اکمل
گل صد برگ بن کر اس گلے کا ہار ہو جاؤ

عید الاضحیہ کے موقعہ پر

قادیان میں قربانی دینے کا انتظام

حسب دستور سابق اس سال بھی بیرونجات کے احباب کے لئے اس بات کا انتظام کیا گیا ہے کہ ان کی خواہش کے مطابق قادیان کی متبرک بستی میں عید کے موقعہ پر ان کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کیا جائے۔ اسلئے ایسے احباب جلد از جلد امیر مقامی کے نام اپنی قربانی کے جانور کی قیمت جس کا -/۲۵ اور -/۳۰ روپے کے درمیان اندازہ کیا گیا ہے بھجوا دیں تا کہ ان کی طرف سے بروقت قربانی کا انتظام کیا جا سکے۔

عید کے موقعہ پر قادیان میں دی گئی قربانی جہاں آپ کی قلبی مسرت کا موجب ہو وہاں اس سے قادیان کے درویش بھی فائدہ اٹھا سکیں گے کیونکہ ان میں سے اکثر دوست حالات کی ناسازگاری کیوجہ سے خود قربانی دینے کی استطاعت نہیں رکھتے اور بیرونجات کے احباب کی طرف سے جو جانور اسجگہ ذبح کیا جائیگا تو درویشان کرام بھی

[illegible] (امیر مقامی)

خطبہ جمعہ

اسلام نے قرب الٰہی کا راستہ اتنا آسان کر دیا ہے کہ اگر مومن ذرا بھی کوشش کرے

تو وہ اللہ تعالےٰ کو پا سکتا ہے

اسلام اور دیگر مذاہب میں ایک عظیم الشان فرق

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ۔ فرمودہ ۳۰ر مئی ۱۹۵۸ء بمقام مری

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی

صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ (بقرہ ع ۱۶)
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم (آل عمران ع ۴)

اس کے بعد فرمایا:-
میں نے آج

رؤیا میں دیکھا

کہ ایک جگہ بہت سے لوگ بیٹھے ہیں اور میں انہیں مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ مختلف مذاہب میں جو خدا تعالےٰ کا تصور پایا جاتا ہے وہ میں تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں چنانچہ سب سے پہلے میں نے بدھ مذہب میں جو خدا تعالےٰ کا تصور پایا جاتا ہے۔ وہ ان کے سامنے بیان کیا۔ اور اس پر ایک تقریر کی۔ صبح کے وقت جب میں نے اپنی اس رؤیا پر غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ کے تصور کے الفاظ اختصاراً بولے گئے ہیں۔ ورنہ اس سے مراد

خدا تعالےٰ سے ملنے کا تصور

تھا چنانچہ میں نے ان کے سامنے جو تقریر کی۔ وہ یہ تھی۔ کہ دیکھو مچھلی پانی میں رہتی ہے لیکن اس پانی پر جو سورج کی شعاعیں گرتی ہیں یا دریا میں بہنے والی ریت کے ذرات سے جو چمک پیدا ہوتی ہے۔ وہ آہستہ آہستہ مچھلی پر ایسا اثر ڈالتی ہے کہ اس پر چانے پڑ جاتے ہیں۔ درحقیقت یہ چانے اس لئے ہوتے ہیں کہ دیر تک اس پر ریت کی چمک اور سورج کی شعاعوں کا اثر ہوتا رہتا ہے۔ اور آخر اس کے جسم پر بھی ویسی ہی چمک آجاتی ہے۔ اگر سنہری ریت ہو تو یہ چانے سنہری بن جاتے ہیں۔ چنانچہ کئی مچھلیوں پر میں نے خود سنہری رنگ کے چانے دیکھے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ ان پر سات سات آٹھ آٹھ رنگ کے چانے ہوتے ہیں۔ اور بعض دفعہ تو ایسے نیلے رنگ کا چانہ ہوتا ہے۔ کہ

یوں معلوم ہوتا ہے

کہ فیروزہ ہے۔ پھر میں کہتا ہوں دیکھو جسم جو ایک کثیف چیز ہے۔ اگر اس انفعال کے نتیجہ میں دوسری چیزوں کا اثر قبول کر لیتا ہے۔ تو روح جو ایک نہایت ہی لطیف چیز ہے۔ وہ کیوں اثر قبول نہیں کرے گی۔ پھر میں دوسرے مذاہب پر

اسلام کی فضیلت

بیان کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ دیکھو بدھ مذہب نے صرف یہ بتایا ہے کہ خدا تعالےٰ سے انفعال پیدا ہو سکتا ہے مگر انفعال پیدا کرنے کا طریق اس نے نہیں بتایا اور جو بتایا ہے وہ اتنا لمبا ہے کہ انسان کے لئے اس پر عمل ممکن نہیں وہ کہتے ہیں کہ بدھ ساٹھ سال تک اللہ تعالےٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے ایک جنگل میں بانس کے درخت کے نیچے بیٹھا۔ اور خدا تعالےٰ کی عبادت اور

ذکر الٰہی میں اتنا محو ہوا

کہ اس کے نیچے سے ایک درخت نکلا۔ جو اس کے جسم کو چیرتا ہوا سر سے نکل گیا۔ اور اسے پتہ تک نہ لگا۔ لیکن اسلام نے نہ صرف وصال الٰہی کا تصور بیان کیا ہے۔ بلکہ وہ رستہ بھی بتایا ہے جس پر چل کر انسان خدا تعالےٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ مثلاً بدھ نے

دعا کی قبولیت

پر کوئی زور نہیں دیا۔ صرف نروان پر زور دیا ہے۔ یعنی اس نے کہا ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے نفس کی تمام خواہشات کو نکال دے۔ حالانکہ خدا تعالےٰ کے قرب کی خواہش بھی تو ایک خواہش ہے۔ اگر وہ سب خواہشات کو نکالے گا۔ تو یہ خواہش کیسے باقی رہ سکتی ہے۔ لیکن

اسلام کہتا ہے

کہ خدا تعالےٰ کے ملنے سے انسان کے اندر بھی خدائی صفات مجازی رنگ میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مگر اس کے لئے کسی لمبے مجاہدہ کی ضرورت نہیں۔ اگر کسی شخص کے دل میں اللہ تعالےٰ کی محبت پیدا ہو جائے۔ اور وہ اس کے حضور دعا کرے تو وہ فرماتا ہے

اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (بقرہ ع ۲۳)

میں اس کی دعا کو قبول کروں گا۔ اور اسے

اپنے قرب میں

جگہ دوں گا۔ اب کجا یہ طریق کہ وہ بانس کے درخت کے نیچے ساٹھ سال بیٹھا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے نیچے سے ایک درخت نکلا۔ جو اس کے سر سے پار ہو گیا اور کجا یہ آسان طریق کہ اللہ تعالےٰ سے دعا کی۔ اور وہ جھٹ مل گیا۔ حدیثوں میں بھی

اللہ تعالےٰ کی اس محبت کی لطیف تشریح

کی گئی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔ کہ ایک جنگ میں بہت سے لوگ مارے گئے اور جو باقی بچے وہ ادھر اُدھر بھاگ گئے ایک عورت بھی بھاگی۔ اور وہ ڈر کے مارے اپنے بچہ کو بھی چھوڑ گئی۔ جب جنگ ختم ہوئی تو وہ میدان جنگ میں واپس آئی اور اپنے بچہ کو تلاش کرنے لگی۔ وہ ایک ایک بچہ کو دیکھتی، اُسے اُٹھاتی اور پھر رکھ دیتی۔ یہاں تک کہ اُسے اپنا بچہ مل گیا اور وہ اُسے اپنے سینہ سے لگا کر بڑے اطمینان سے ایک پتھر پر جا بیٹھی۔ اور اُسے پیار کرنے لگی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنے صحابہؓ سے کہا۔ کیا تم اس عورت کو دیکھ رہے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس عورت کو اپنے بچہ کے گم ہو جانے کی وجہ سے کتنا اضطراب تھا۔ مگر جب اسے اپنا بچہ مل گیا تو پھر اسے کتنی تسلی ہو گئی۔ اور کس اطمینان سے یہ علیحدہ جا کر بیٹھ گئی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کے دل میں اپنے گمراہ بندے کو دیکھ کر شدید تڑپ پیدا ہوتی ہے

....

اور جب وہ اس کی طرف واپس آتا ہے تو اس عورت سے بھی زیادہ اس کو خوشی ہوتی ہے۔ گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی تصدیق کر دی۔ کہ صرف بندے کے دل میں ہی خدا تعالےٰ کی محبت پیدا نہیں ہوتی بلکہ خود بھی اپنے بندے کی محبت میں بے تاب ہوتا ہے جیسے کسی شاعر نے کہا ہے کہ ؎

الفت کا تب مزہ ہے کہ دونوں ہوں بیقرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

بدھ نے کہا کہ بندے کے اندر

خدا تعالیٰ سے ملنے کی ایک آگ

ہونی چاہیئے۔ لیکن اسلام کہتا ہے کہ خدا میں بھی ایسی آگ موجود ہے۔ اور وہ چاہتا ہے۔ کہ بندے اس کے پاس آجائیں۔ اور اُس کا قرب حاصل کریں۔ گویا ایک نے انفعال کی امید تو دلائی ہے۔ مگر جو راستہ بتایا ہے۔ وہ اتنا کٹھن ہے کہ انسان مایوس ہو جاتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ سے نہیں مل سکتا۔ لیکن اسلام میں اللہ تعالےٰ نے

وصال الٰہی کا راستہ

بہت آسان کر دیا ہے۔ اور ایسا آسان کر دیا ہے۔ کہ اگر مومن کے دل میں ذرا بھی محبت ہو تو وہ اللہ تعالےٰ کو پا سکتا ہے۔ اور اس کی برکات اور فیوض سے حصہ لے سکتا ہے۔ اسبارہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ پھر موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو نمونہ دکھایا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ آپ کے دل میں خدا تعالےٰ کی کتنی محبت تھی۔ اور خدا تعالےٰ بھی آپ کے لئے کتنی غیرت رکھتا تھا۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ لوگ مجھے گالیاں دیتے ہیں مجھے بُرا بھلا کہتے ہیں مجھ پر مختلف قسم کے حملے کرتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ میں اس پیغام کو چھوڑ دوں جس کو لوگوں تک پہنچانا خدا تعالےٰ نے میرے سپرد کیا ہے۔ مگر میں ایسا کس طرح کر سکتا ہوں۔

میں تو دیکھتا ہوں

کہ جب رات کو میرے عزیز ترین وجود مجھے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں تو اس وقت خدا میرے پاس آتا ہے۔ اور کہتا ہے اے میرے بندے میں تیرے ساتھ ہوں۔ اے میرے بندے میں تیرے ساتھ ہوں۔ پس وہ جو مجھ سے اس طرح محبت کرتا ہے اور رات کو جبکہ میرا کوئی ساتھی اور مددگار موجود نہیں ہوتا میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ میں اس

خدا کو ان انسانوں کی وجہ سے کس طرح چھوڑ دوں۔ جن کی محبتیں عارضی اور مناقشتی ہوتی ہیں۔ غرض اللہ تعالےٰ نے اسلام کے ذریعہ اپنے وصال اور قرب کے بڑے آسان راستے کھولدیئے ہیں۔

ایک بزرگ تھے جو

اللہ تعالیٰ کی محبت

میں ایسے محو ہوئے کہ وہ رات دن عبادت اور ذکر الٰہی میں لگے رہتے تھے۔ ان کی بیوی کچھ دنیاداری کا رنگ رکھتی تھی۔ اس نے جب دیکھا کہ گھر میں تنگی ہے اور یہ کوئی کام کاج نہیں کرتے تو اس نے ایک اور بزرگ کے پاس ان کی شکایت کی اور انہیں کہا کہ اپنے بھائی کو سمجھاؤ۔ وہ سارا دن باہر بیٹھا رہتا اور ذکر الٰہی کرتا رہتا ہے۔ اگر وہ گھر میں آئے تو اسے پتہ لگے کہ گھر کا کیا حال ہے اور کس تنگی سے گذارہ ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا بہت اچھا میں انہیں سمجھاؤں گا چنانچہ ایک دن وہ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ آپ سارا دن اللہ ہی اللہ کرتے رہتے ہیں

آخر آپ سوچیں

کہ آپ کی بیوی کہاں سے خرچ لائے۔ اول تو مہمان نوازی کا بھی خرچ ہے۔ پھر آپ کا بھی کھانا ہے اور آپ کی بیوی اور بچوں کا بھی کھانا ہے۔ ان اخراجات کے لئے وہ کہاں سے روپیہ لائے۔ آپ کو چاہیئے کہ آپ کوئی کمائی بھی کیا کریں تا کہ گھر کی ضروریات پوری ہوں۔ وہ کہنے لگے اگر آپ کسی کے گھر مہمان جائیں اور وہاں جاتے ہی کھڈی بننے لگ جائیں یا اپنے ہاتھ سے روٹی پکانے لگ جائیں تو کیا میزبان کو غصہ نہیں آئیگا کہ یہ میری ذلت کر رہا ہے۔ جب یہ میرا مہمان تھا تو پھر اس نے اپنی روٹی کا فکر کیوں کیا اسی طرح میں بھی

خدا تعالےٰ کا مہمان ہوں

اگر میں نے اپنے ہاتھ سے کام کرنا شروع کر دیا تو خدا تعالےٰ یہ سمجھے گا کہ میرے اس بندے نے میری ہتک کی ہے۔ وہ بھی تیز طبیعت رکھتے تھے۔ انہوں نے جب یہ بات سنی تو کہنے لگے میں مان لیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالےٰ کے مہمان ہیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہمانی صرف تین دن کی ہوا کرتی ہے۔ پھر صدقہ اور مانگنے والی بات رہ جاتی ہے اور آپ نے تو اپنی عمر کا بیشتر حصہ اس مہمانی میں ضائع کر دیا ہے۔ وہ کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک بات بھول گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں یہ بھی فرمایا ہے کہ اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (سورہ حج ع ۶) یعنی اللہ تعالےٰ کا ایک دن ہزار سال برابر ہوتا ہے۔ چونکہ مہمانی تین دن کی ہوتی ہے اگر مجھے تین ہزار سال کی عمر مل گئی تو میری مہمانی ختم ہو جائے گی۔ لیکن اس سے پہلے پہلے میری مہمانی ختم نہیں ہو سکتی۔ اب دیکھو ان کے دوست نے انہیں خدا تعالیٰ کی محبت سے کھینچنا چاہا۔ انکی بیوی نے بھی چاہا کہ وہ

خدا تعالےٰ کا ذکر

اور اس کی عبادت چھوڑ کر دنیا کمانے کی طرف متوجہ ہوں مگر چونکہ صرف انکے دل میں ہی خدا تعالےٰ کی محبت نہیں تھی بلکہ خدا خود ان سے محبت کرتا تھا اس لئے کوشش کے باوجود ان کے دل سے اس کی محبت نہ نکل سکی۔ یہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں نمایاں فرق ہے دوسرے مذاہب کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ سے محبت کرو۔ اور اسلام کہتا ہے کہ بے شک تم بھی اس سے محبت کرو لیکن وہ خود بھی تم سے محبت رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ تم اس سے مل جاؤ۔ اور ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے چنانچہ جو شخص اسلام پر چلے وہ اس دنیا میں خدا تعالےٰ کو پا سکتا اور اس کی محبت کو حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن جو شخص اسلام پر نہ چلے اور اس کی محبت کو حاصل نہ کرنا چاہے وہ اگر محروم رہتا ہے۔ تو اس میں

اس کا اپنا قصور ہے

کوئی دوسرا اس کی کیا مدد کر سکتا ہے۔ جو شخص آپ تباہ ہونا چاہتا ہو اس کو کون بچا سکتا ہے۔

جن دنوں امتہ الحی مرحومہ زندہ تھیں ایک دفعہ سلسلہ پر کوئی ابتلاء کی صورت پیدا ہوئی۔ میری اس وقت انہی کے ہاں باری تھی۔ میرے دل پر اس کا اتنا بوجھ پڑا اور اس قدر افسوس ہوا کہ میں زمین پر بستر بچھا کر سو گیا۔ اور میں نے عہد کیا کہ جب تک یہ ابتلاء کی صورت دور نہیں ہوگی میں چارپائی پر نہیں سوؤں گا۔ جب میں سو گیا تو

رؤیا میں میں نے دیکھا

کہ اللہ تعالےٰ حضرت ام المومنین کی شکل میں میرے پاس آیا ہے اور اس کے ہاتھ میں درخت کی ایک تازہ سبز شاخ ہے۔ اور جس طرح ماں بعض دفعہ اپنے بچہ پر ناراض ہوتی ہے مگر اس کی ناراضگی کے پیچھے محبت کام کر رہی ہوتی ہے اسی طرح اس نے وہ شاخ مجھے مارنے کے لئے اٹھائی اور کہا محمود بستر پر سونا ہے یا نہیں سونا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہ شاخ نہایت نرمی سے میرے جسم کے ساتھ چھو دی۔ اس کا میری طبیعت پر اتنا اثر ہوا کہ میں فوراً کود کر چارپائی پر جا لیٹا۔ جو میرے پاس ہی میرے پہلو میں بچھی تھی۔ اور جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ میں زمین پر نہیں بلکہ چارپائی پر لیٹا ہوا ہوں۔ گویا اس غنودگی کی حالت میں ہی میں نے چھلانگ ماری اور چارپائی پر جا لیٹا۔ تو ہمارا خدا ہمیں ماں سے بھی زیادہ چاہنے والا ہے اور وہ خود ہمیں پیار کرنے کے لئے ہمارے پاس آتا ہے۔ اسی طرح اس فتنہ کے وقت میں نے دیکھا کہ ایک کمرہ کی طرف سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ مگر جب میں ایک جگہ کی آگ بجھاتا ہوں تو دوسری جگہ سے شعلے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ دوسری جگہ کے شعلے بجھاتا ہوں تو تیسری جگہ سے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں اور میں حیران ہوں کہ اس آگ کو کس طرح بجھاؤں۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں۔ آپ چونکہ اس وقت فوت ہو چکے تھے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی شکل میں خدا تعالےٰ ہی اس وقت آیا اور آپ نے ایک سوراخ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا محمود اس سوراخ کو بند کر دو تو ساری آگیں خود بخود بجھ جائیں گی۔

چنانچہ میں نے زور سے اس سوراخ کو بند کر دیا اور میں نے دیکھا کہ جونہی سوراخ بند ہوا یکدم ساری آگیں بجھ گئیں۔ تو ہمارے خدا کی طرف سے یہی آواز نہیں آتی کہ تم مجھے مل سکتے ہو بلکہ یہ بھی آواز آتی ہے کہ میں خود تمہیں کھینچ کر اپنے پاس لانے کے لئے بیتاب ہوں۔

دوسرے مذاہب کہتے ہیں

کہ کوشش کرو۔ تپسیا کرو۔ ریاضت شاقہ بجا لاؤ پھر تمہیں خدا ملے گا۔ لیکن اسلام کہتا ہے کہ تم ایک بیج آؤ بھی کھینچ لوں گا میں تمہیں اپنے قرب میں بٹھالوں گا۔ یہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں ایک نمایاں فرق ہے۔ اور اسی سے ہر انسان سمجھ سکتا ہے کہ اسلام کو اس بارہ میں دوسرے مذاہب پر کتنی فضیلت حاصل ہے۔ چنانچہ دیکھو مکہ کے لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے مخالف تھے مگر باوجود اس کے کہ انہوں نے مخالفت کی تھی۔ تیسیا نہیں کی تھی۔ آناً فاناً ان کی آنکھیں کھل گئیں اور وہی لوگ جو آپ کے خون کے پیاسے تھے آپ پر جان دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ جب

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

نے حنین پر حملہ کیا تو ایک شخص جو اس خاندان میں سے تھا جس کے پاس خانہ کعبہ کی کنجیاں تھیں اور جس کا بھائی کسی جنگ میں مارا گیا تھا اسے خیال آیا کہ اگر میں بھی مسلمانوں کی طرف سے اس جنگ میں شامل ہو جاؤں تو شائد مجھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کا موقع مل جائے چنانچہ وہ اس جنگ میں شامل ہو گیا۔ چونکہ خدا نے اس کو چھوڑنا نہیں تھا اور اسے حملہ کا موقع دے کر ثبوت لانا تھا کہ میں خود اپنے رسول کا محافظ ہوں۔ اس لئے جب دشمن کے تیراندازوں نے وادی کے دونوں طرف سے تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی اور مسلمانوں کی سواریاں بدک کر بھاگیں تو اس نے سمجھا کہ حملہ کے لئے اس سے بہتر اور کوئی موقع نہیں ہو سکتا۔

یہ ایسا نازک موقعہ تھا

کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ دشمن پہاڑی پر بیٹھا دونوں طرف سے پتھر برسا رہا ہے۔ آپ اس وقت آگے نہ بڑھیے بلکہ اس وقت انتظار فرمایئے جب تک کہ سارے مسلمان پھر جمع نہ ہو جائیں مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑے جوش سے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے گھوڑے کی باگ چھوڑ دو۔ اور پھر آپ اپنی سواری کو ایڑ لگاتے ہوئے دشمن کی طرف بڑھے۔ اور آپ نے فرمایا ؎

انا النبی لا کذب
انا ابن عبد المطلب

یعنی میں نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں۔ مجھے خدا نے خبر دی ہوئی ہے کہ دشمن مجھے ہلاک نہیں کر سکتا۔ اس لئے دشمن خواہ ہزاروں تیر برسا رہا ہے اور میرے ساتھی بھی مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں (یہاں تک کہ ایک وقت میں بارہ اور دوسرے وقت میں صرف سات صحابہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ گئے تھے) پھر بھی میں مارا نہیں جا سکتا لیکن چونکہ

یہ نمونہ ایسا تھا

جس سے شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید آپ میں خدائی طاقتیں آگئی ہوں۔ اس لئے ساتھ ہی آپ نے فرمایا کہ

انا ابن عبد المطلب

تم میری اس جرأت کو دیکھ کر کہ میں دشمن کے تیراندازوں کی بوچھاڑ میں اس کی طرف بڑھتا جاتا ہوں مجھے مسیح کی طرح خدائی صفات نہ دے دینا میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں اور تمہارے جیسا ایک انسان ہوں جیسے مسیح حضرت مریم کے بیٹے تھے۔ مگر عیسائیوں نے تو ان کو خدا بنا لیا۔ تم مجھے خدا نہ بنا لینا اور میرے انسان ہونے کو کبھی فراموش نہ کرنا۔ اس وقت وہی شخص جو آپ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اور جس کا نام شیبہ تھا۔

آپ کی طرف بڑھا اور

اس نیت سے بڑھا

کہ اس وقت آپ اکیلے ہیں۔ اور آپ کے ساتھی بھاگ چکے ہیں۔ میں خنجر مار کر آپ کو مار ڈالوں گا۔ مگر جب وہ آگے بڑھا تو وہ خود کہتا ہے۔ کہ مجھے اب محسوس ہوا کہ میرے اور آپ کے درمیان آگ کا ایک شعلہ بھڑک رہا ہے۔ اور اگر میں آپ کے اور قریب ہوا تو وہ شعلہ مجھے بھسم کر دے گا۔ اتنے میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ لیا اور فرمایا شیبہ ادھر آؤ۔ جب وہ آپ کے قریب گیا تو آپ نے اپنا ہاتھ اس کے سینہ پر پھیرا اور فرمایا۔ اے خدا شیبہ کو ہر قسم کے شیطانی خیالات سے نجات دے۔ اور اس کے دل سے ہر قسم کا بغض اور کینہ نکال دے وہ کہتا ہے آپ کا ہاتھ ابھی میرے سینہ سے علیحدہ نہیں ہوا تھا۔ کہ میرے دل میں آپ کی

محبت کا اتنا جوش پیدا ہو گیا

کہ یا تو میں آپ کو قتل کرنے کی نیت سے آیا تھا اور یا میرے دل میں اس وقت اگر کوئی خواہش تھی تو صرف یہی کہ میرا ہر ذرہ آپ پر قربان ہو جائے۔ پھر میں نے اپنی تلوار نکال لی اور آگے بڑھ کر دشمن کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا۔ اور خدا کی قسم اگر اس وقت میرا باپ بھی آپ پر حملہ کرنے کے لئے آگے آتا تو میں تلوار سے اس کی گردن اڑا دیتا۔ اس واقعہ پر غور کرو اور دیکھو کہ کس طرح یکدم اس کے اندر محبت پیدا ہو گئی اور یا تو وہ آپ کو قتل کرنے کی نیت سے آیا تھا۔ اور یا وہ کہتا ہے کہ اگر

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت

کرتے ہوئے میں ٹکڑے ٹکڑے بھی ہو جاتا تو مجھے بڑی خوشی ہوتی اور اگر ایسی حالت میں میرا باپ بھی سامنے آتا۔ تو میں اپنے باپ کی گردن اڑانے سے بھی دریغ نہ کرتا۔ یہ عملی ثبوت ہے اس بات کا کہ کس طرح اللہ تعالےٰ نے اسے ایک منٹ میں کھینچ کر اپنے پاس لے گیا۔ آخر شیبہ نے کونسی تپسیا کی تھی۔ کب وہ سالہا سال تک جنگلوں میں رہا۔ کب اس نے بدھ کی طرح اپنی خواہشیں ماریں اس نے تو اتنی گندی خواہش کی تھی کہ جس سے بڑی گندی خواہش اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ اس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی خواہش کی تھی۔ مگر وہی شخص جو گندی سے گندی خواہش لے کر آیا تھا ایک منٹ کے اندر اندر اللہ تعالےٰ نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اس محبت کی نظیر دوسرے مذاہب میں کہیں نظر نہیں آ سکتی۔

اگر کوئی نبی کامیاب

ایک امریکن پادری صاحب کی تقریر

از مکرم محمد عیسےٰ جان صاحب ۔ کوئٹہ

حال ہی میں ایک امریکن پادری صاحب کی تقریر سننے کا موقعہ ملا۔ دوران تقریر پادری صاحب نے کہا کہ سوائے عیسائیت کے کوئی مذہب سچا نہیں ہے۔ اس کی دلیل انہوں نے یہ دی۔ کہ آج عیسائی دنیا کو جو عظیم الشان طاقت و دولت اور علم حاصل ہے۔ وہ کسی قوم کو حاصل نہیں اور یہ اسباب کی واضح علامت ہے کہ عیسائیت تمام مذاہب پر غالب ہے۔ جب پادری صاحب نے تقریر ختم کی۔ تو میں نے صدر صاحب سے پانچ منٹ بولنے کی اجازت مانگی۔ مگر انہوں نے اجازت نہ دی اور حاضرین سے فرمایا کہ وقت کافی ہو چکا ہے اس لئے آپ جا سکتے ہیں۔ جب سارے لوگ چلے گئے۔ تو پادری صاحب میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ اب بتایئے کیا کہنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا آپ نے جو دلیل عیسائیت کی صداقت کی دی تھی۔ وہ درحقیقت عیسائیت کے باطل ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ کی انجیل مقدس میں صاف لکھا ہے

"اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے
گذر جانا اس سے آسان ہے کہ
دولت مند خدا کی بادشاہی میں
داخل ہو۔"

پھر یہ بھی لکھا ہے:۔

"نہ دنیا سے محبت رکھو نہ ان
چیزوں سے جو دنیا میں ہیں۔ جو
کوئی دنیا سے محبت رکھتا ہے
اس میں باپ کی محبت نہیں۔
نشہ بازی۔ ناچ رنگ اور ان
کی مانند کام کرنے والے خدا
کی بادشاہی کے وارث نہیں
ہوں گے۔"

مگر آپ نے بالکل اس کے برعکس دنیاوی جاہ و حشمت اور ناچ و رنگ کو عیسائیت کی صداقت کی دلیل بتایا ہے۔ جو صریحاً انجیل کے منافی ہے۔ میں نے مزید کہا کہ عیسائیت کی صداقت کا جو معیار انجیل نے پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ جو کام یسوع مسیح کرتے تھے وہی کام آپ پر ایمان لانے والے کر سکتے ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر اور آپ کی انجیل مقدس میں لکھا ہے اور آپ کا ایمان بھی ہے کہ یسوع مسیح نے ہزاروں برس کے مردے زندہ کئے اندھوں کو سجاکھا اور کوڑھیوں کو چنگا کیا تیز و تند طوفان آپ کے حکم سے تھم گئے۔ پانی کی سطح پر آپ اس طرح چلتے تھے جس طرح زمین پر۔ اب آپ یا آپ کی عیسائی دنیا میں کوئی ایسا شخص ہے جو ان کرامات کو نمایاں کر سکے؟ اس پر انہوں نے کہا انجیل میں کہیں نہیں لکھا کہ جو کام یسوع مسیح کیا کرتے تھے وہی کام عیسائی بھی کریں گے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر معلوم ہوتا ہے آپ نہیں پڑھنے میں غلطی لگی ہے۔ انجیل کو جتنا ہم سمجھتے ہیں آپ نہیں سمجھ سکتے۔ میں نے کہا یہ اور بھی تعجب انگیز بات ہے کہ آپ ہزاروں میل سفر کر کے ہمیں عیسائی بنانے آتے ہیں مگر آپ انجیل سے اتنا بھی واقف نہیں جتنا کہ ہم جنہیں انجیل سے کوئی عقیدت نہیں ہے۔ آخر حوالہ انہیں کے ذریعہ سے نکلوایا۔ جب انہوں نے اسے غور سے پڑھا تو کہنے لگے ٹھیک ہے۔ ہم اس پر مزید غور کریں گے۔ اب کافی وقت ہو چکا ہے۔ آپ جا سکتے ہیں۔ وہ حوالہ یہ ہے:۔

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر
ایمان رکھتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی
کرے گا بلکہ ان سے بھی بڑے کام۔"
(یوحنا ۱۴:۱۲)

سچا ہے تو صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کامیاب ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اپنے دشمنوں میں بھی اتنی محبت پیدا کر دی کہ وہ آپ پر جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس سے نہ صرف آپ کی زبردست قوت قدسیہ کا ثبوت ملتا ہے۔ بلکہ

اسلام میں اور دوسرے مذاہب میں ایک عظیم الشان فرق

بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اسلام نے جو محبت الٰہیہ کے حصول کا طریق بتایا ہے وہ اتنا آسان ہے کہ اس پر چلنے کے نتیجہ میں خدا خود انسان کو کھینچ کر آسمان پر لے جاتا ہے۔ دوسرے مذاہب میں انسان زور لگاتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ سے ملنے کی جد و جہد کرتے ہیں۔ لیکن

اسلام یہ سکھاتا ہے

کہ خود اللہ تعالےٰ کے اندر تمہارے ملنے کی تڑپ پائی جاتی ہے۔ اور وہ آپ تمہیں کھینچ کر اپنے قریب کر لیتا ہے۔

عید قربان

(بقیہ صفحہ ۲)

بڑے سامان رکھنے کے وہ کسی ایسی چیز کی تلاش میں ہے جو اس کے ہاتھ نہیں آ رہی۔ اور وہ ہے طمانیت قلبی ۔۔۔!!!

پس کوئی ان مادہ پرستوں سے کہہ دے کہ حج کا یہ عظیم الشان اجتماع کسی مادی فائدہ کے لئے نہیں بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کا باہمی خیر سگالی کا ایک پیغام ہے۔ اور چین کا مسلمان امریکہ کے مسلمان سے اور انڈونیشیا کا مسلمان ترکی کے مسلمان سے تصویری رنگ میں اور زبان حال سے کہہ رہا ہوتا ہے کہ دیکھو! میں کتنی دور سے تمہارے ملنے اور تیرے ساتھ بھائی چارہ پیدا کرنے کے لئے آیا ہوں تو یہ خیال مت کر کہ میں کوئی تجھ سے جدا ہستی ہوں۔ اسلام کے رشتے نے ہمیں ایک دوسرے سے ناقابل انفکاک طور پر منسلک کر دیا ہے ۔۔۔ اور حج کا یہ عظیم الشان اجتماع اور وہ مقدس مقام اجتماع روس اور امریکہ وغیرہ کے مادہ پرستوں کو دعوت دے رہا ہوتا ہے کہ اگر تم ایک نقطہ پر جمع ہونا چاہتے ہو تو وہ اسلام ہے۔ اور اگر تم سلامتی چاہتے ہو تو وہ اسلام میں ہے۔ دیکھو تو سہی مشرق و مغرب کے مسلمان کس طرح قدم سے قدم ملا کر جسم سے جسم ملا کر دل سے دل ملا کر ہم آہنگی کے ساتھ اللّٰھم لبیک اللّٰھم لبیک کہتے چلے جا رہے ہیں۔!!!

پس ہر سال آنے والی عید قربان دنیا کے سامنے قربانی کے سبق کو دہراتی ہے۔ انہیں حق کی خاطر تن من دھن لگا دینے کی تلقین کرتی ہے۔ وہ دل کی صفائی کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ بیشک دنیا کی کوتہ نگاہیں اس کو فعل عبث خیال کرتی ہے۔ مگر وہ دن آتا ہے جب پچھلی بیجر چاٹ کر واپس لوٹے گی۔ اور دنیا روحانیت کے اسی سرچشمہ سے سیر ہوگی۔ تب وہ دوسروں کے لئے مرنا سیکھے گی اور بنی نوع کو فائدہ پہنچانے کے لئے آگے بڑھے گی۔ اس وقت دنیا بھی امن اور چین کا گہوارہ بن جائے گی!!

دعائے مغفرت

میری والدہ محترمہ نور بی بی صاحبہ مورخہ ۱۲/۶/۵۸ بروز جمعرات اپنے گاؤں چک ۲۶۶ ضلع ملتان میں مختصر بیماری کے بعد بعمر قریباً ۷۰ سال وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۱۹۴۷ء میں میرے قادیان آنے کے بعد میرے والد محترم چوہدری نور محمد صاحب وفات پا گئے تھے اور میں والد صاحب کی آخری ملاقات سے محروم رہا بلکہ اس وقت کے حالات کے پیش نظر مجھے والد صاحب کی وفات کی خبر دو ماہ بعد قادیان میں مل سکی۔ اب والدہ صاحبہ کی آخری ملاقات بھی میسر نہ ہو سکی جس کا مجھے انتہائی افسوس ہے۔ رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ میرے والدین [illegible]

جناب صوفی نذیر احمد صاحب کشمیری سے خطاب

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ (اقبال)

(۱)

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

جماعت احمدیہ کے متعلق جناب صوفی نذیر احمد صاحب کشمیری کے وہ خیالات جو صدق جدید مورخہ ۴ر اپریل ۵۸ء میں شائع ہوئے تھے میں نے ان پر "بدر" کی گذشتہ چند اشاعتوں میں تبصرہ کیا تھا۔ پھر اس کا خلاصہ چند سوالات کی صورت میں مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی مدیر "صدق جدید" کی خدمت میں بھی بھیجا تھا۔ جسے مدیر صاحب موصوف نے اپنی عالی ظرفی اور "دیرینہ روایات" کے مطابق اپنے موقر اخبار 'صدق جدید' ۹ رمئی ۵۸ء میں شائع فرما دیا۔ اور صوفی صاحب اور ان کے ہم مشربوں کو اس کے جواب کی دعوت بھی دی

اس کے بعد جناب صوفی صاحب موصوف کا ایک مکتوب میرے نام آیا اور ایک مکرم جناب مدیر صاحب "بدر" کے نام۔ پھر صدق جدید ۲۰ر جون میں صوفی صاحب کا ایک خط بھی مدیر صاحب 'بدر' کے نام شائع ہوا۔

اس خط میں جناب صوفی صاحب نے خلط بحث سے اجتناب کی تلقین فرمائی ہے اور خود ہی میرے مضمون اور سوالات سے گریز کر کے روایات مہدی۔ اسوۂ کاملہ اور تعدد بیعت شخصی وغیرہ کے مسائل چھیڑ دیئے ہیں۔ وہ اصل سوالات جن کی طرف 'مدیر صاحب صدق جدید' نے صوفی صاحب اور ان کے ہم مشربوں کو متوجہ کیا تھا۔ ان سے آپ نے چشم پوشی فرمائی۔ لیکن میں ان کی اس چشم پوشی کو "گریز و فراریت" پر محمول نہیں کرتا۔ بلکہ میرا خیال ہے انہوں نے یہ محسوس کر لیا کہ ایک بلند کردار راستباز اور تعمیری کام کرنے والی جماعت کو اس طرح "ہدف ملامت" بنانا موزوں نہیں۔ اسی لئے آپ نے اس خط میں "عنانِ قلم" دوسرے مباحث کی طرف موڑ دی۔ مگر مشکل یہ ہے کہ صوفی صاحب کے اظہار خیالات پر ایسے اہم مسائل میں بھی چیستان اور معمہ کا رنگ غالب رہتا ہے۔ ہر بحث کو "دائرہ اجمال" میں چھوڑ کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔ ایسی علمی مباحث جن کا تعلق جناب صوفی صاحب کے نزدیک "وحدتِ امتِ مسلمہ اور مسئلہ نجاتِ امت" سے ہو۔ ان کے لئے محض اظہار خیال کافی نہیں۔ اسلام کا فلسفہ 'لغیات' ایسا فلسفہ نہیں جو کسی کی "آغوشِ وجدان" میں پرورش پاتا ہو۔ اور اس پر منقول و معقول دلائل کی ضرورت نہ ہو۔ بلکہ اسلام کتاب و سنت کا نام ہے اور اس کا علم تمام حاصل کرنے کے لئے ہم

نقلی و عقلی دلائل ....

....

....

...... کے بھی محتاج ہیں۔ اسلئے صوفی صاحب کو چاہیئے تھا کہ وہ اپنے تاثرات کے ثبوت میں قرآن و سنت کا حوالہ پیش فرماتے۔ محض ان کے خیالات و احساسات ہمارے لئے کیسے حجت ہو سکتے ہیں؟

نظریہ مہدویت صوفی صاحب نے اس خط میں لکھا ہے۔ کہ مہدی کا تخیل خلفاء عباسیہ کے "محدثات" میں سے ہے۔ کتاب و سنت میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ ساتھ ہی لکھتے ہیں کہ "دین کامل" کے "اسوۂ کاملہ" کو کسی مہدی کی ضرورت نہیں۔

اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے سب سے پہلے ہم کو "تخیل مہدی" کے پس و پیش پر نظر ڈالنی چاہیئے۔ صوفی صاحب اس سے ناواقف نہ ہوں گے۔ کہ احادیث میں مہدیوں کا بکثرت ذکر آیا ہے۔ بڑی بات ہے کہ آپ ان احادیث کو موضوعات کے دفتر میں جمع کر دیں۔

لیکن اگر ہم "فن رجال و احادیث" سے قطع نظر کر کے شریعت اسلامیہ کے تقاضوں پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ مسلمانوں کو ہمیشہ "مہدی کے تخیل" کا حامل ہونا چاہیئے۔ "نظریہ مہدویت" کوئی ایسا نظریہ نہیں جو "مزاج شریعت" کے خلاف ہو۔ بلکہ شریعت اسلامیہ اپنے دوام و بقاء کے لئے ہمیشہ نظریہ مہدویت کی محتاج ہے

تعریف مہدی اس نکتہ کو سمجھنے کے لئے پہلے مہدی کی تعریف معلوم کرنا چاہیئے۔ تو واضح ہو کہ "اصطلاح شریعت" میں مہدی اس وجود کو کہتے ہیں۔ جو اصلاح امت کے لئے خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہو کر آیا ہو۔ اب صوفی صاحب بتائیں کہ سلسلہ محمدیہ کو ایسے مقدس وجودوں کی ضرورت ہے یا نہیں؟ کیا کوئی ایسا مذہب یا دینی تحریک جو زندہ و فعال ہو اس تخییل سے محروم رہ سکتی ہے؟ کیا صوفی صاحب مذاہب اور قوموں کی تاریخ پر نظر ڈال کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں کوئی ایسا "بابرکت سلسلہ" بھی ہے۔ جس میں مہدیوں کا وجود نہ پایا جاتا ہو؟ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ دینی و دنیوی دونوں سلسلوں میں وہ سلسلہ ناکام، نامرید اور ابتر سمجھا جاتا ہے جو مہدی کے تخیل سے محروم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ نظریہ مہدویت فی الحقیقت "تنازع البقاء" اور "نشأۃ ثانیہ" کا ہم معنی ہے۔ کیا کوئی قوم و ملت ان عزائم کے بغیر دنیا میں زندہ رہ سکتی ہے؟

دینِ فطرت اس قانونِ قدرت اور دین فطرت کو دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے امتِ محمدیہ میں مہدیوں کے ظہور کی پیشگوئی نہ فرمائی ہوتی تب بھی ہم "شریعت اسلامیہ" کے مزاج کو دیکھ کر یہ سمجھنے پر مجبور ہوتے کہ امتِ محمدیہ میں ایک "سلسلہ مہدیوں" کا بھی ہونا چاہیئے۔ مگر قربان جایئے اس نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپ نے "امتِ مسلمہ" میں بہت سے مہدیوں کے مبعوث ہونے کی خبر دی۔ سب سے پہلے تو خلفاء راشدین کو مہدی قرار دیا۔ اور فرمایا:۔

عليكم بسنتي وسنة
الخلفاء الراشدين
المهديين۔

یہ سلسلہ مہدیت کی بسم اللہ ہے۔ اس فہرست میں کم سے کم پانچ مہدیوں کے نام لئے جا سکتے ہیں۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہم۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ خدا کی "قدرتِ ثانیہ" کے پانچ مظاہر تھے اس کے بعد تاریخ امت شاہد ہے کہ ہر زمانے میں اسی قسم کے مظاہر پیدا ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ وقت بھی آیا جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

كيف انتم اذا نزل فيكم
ابن مريم اماما مهديا

ہم اس کو صرف اپنے عقائد کی بناء پر نہیں بلکہ حقائق و واقعات کی بناء پر اس قدرتِ ثانیہ کا "ظہورِ اعلیٰ" کہتے ہیں۔ ان کے درمیان اور کتنے مظاہر پیدا ہوئے؟ ہمارے عقیدے کے مطابق محدثین۔ فقہاء اور اولیاء امت۔ سب اسی "قدرت ثانیہ کے مختلف مظاہر" تھے۔ اور اس میں کیا شبہ ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کا ظاہر و باطن "انہیں اکابرِ امت" کی جد و جہد تقدس اور توجہ کے باعث محفوظ رہا۔ اس لئے ہم ان سبھوں کو مہدی کے مختلف ظہور کہتے ہیں

اسماء رجال اور متن حدیث صوفی صاحب نے، مہدی کے متعلق جو روایات آئی ہیں۔ انہیں عہدِ عباسیہ کا اختراع کہا ہے۔ ان سے پہلے ابن خلدون وغیرہ بھی اسی خیال کا اظہار کر گئے ہیں۔ ان سبھوں نے اپنے خیال کی تائید میں "اسماء رجال" سے بحث کی ہے۔ اور احادیث مہدی کو مجروح قرار دیا ہے۔

مگر اسماء رجال والا معاملہ یہ ہے کہ محض اس بنیاد پر کسی اصولی بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اہلِ نظر کو سب سے پہلے "متن روایت" پر غور کرنا چاہیئے۔ اگر متن روایت قرآن کی معارض ہو۔ تو ہم اس کو رد کر دیں گے ہر چند فن رجال اس کی تائید کرتا ہے۔ اور اگر متن روایت نص قرآنی کے موافق ہو تو ہم اس کو قبول کر لیں گے۔ خواہ اہلِ رجال اس کی تردید ہی کرتے رہیں۔ اور امن کا یہی راستہ ہے۔ اس اصول کے ماتحت روایات مہدی پر غور کیجئے تو وہ کسی نص قرآنی کے معارض نظر نہیں آتیں۔ بلکہ شریعتِ اسلامیہ کا مزاج خود ان روایات کو قبول کرنے پر تیار ہے۔

مہدویت مطلقہ اور اب میں کہتا ہوں۔ کہ "مہدویت مطلقہ" کے متعلق جو روایات آئی ہیں۔ وہ ہرگز موضوع نہیں۔ البتہ یہ درست ہے کہ بعض خلفاء بنو عباس اور بعض دوسروں نے بھی ان سے ناجائز فائدہ اُٹھانا چاہا۔ اور اپنے کو اس کا مصداق ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر اس سے "مہدویت مطلقہ" کی روایت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ بلکہ اس سے اس روایت کی اور تصدیق ہوتی ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدویت مطلقہ کی پیشگوئی نہ فرمائی ہوتی۔ تو لوگ مصداق مہدی بننے کی کوشش کیوں کرتے؟ اس سے تو یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں پہلے سے ایک نظریہ مہدی کا آ رہا تھا جو ان کے نزدیک مقدس۔ قابلِ اتباع اور فرمودۂ رسولِ پاک تھا۔ اور وہ اس وجود کی طرف پہلے سے توجہ کرنے کے لئے تیار تھے۔ خلفاء بنو عباس نے مسلمانوں کی یہ نفسیات دیکھ کر اپنے کو اس کا مصداق ٹھیرانا چاہا تا لوگ ان کی طرف متوجہ ہوں اور ان کی خلافت پائیدار ہو جائے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی اور اقبال جناب سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی جو دینیات کے علاوہ عقلیات کے بھی ماہر مانے جاتے ہیں انہوں نے بھی سلسلہ محمدیہ میں ایک مہدی کامل کا وجود تسلیم کیا ہے۔ دیکھیئے ان کی کتاب "تجدید و احیاء دین" اور "رسائل و مسائل"

ڈاکٹر اقبال جن کا مزاج سراسر فلسفیانہ بتایا جاتا ہے وہ بھی نظریۂ مہدی کے قائل تھے۔ مگر انہوں نے اس مسئلہ کو فلسفیانہ رنگ دے دیا۔ ان کا ایک شعر ہے

بیدارِ دل یہ اپنے نزولِ مسیح دیکھ
یہ انتظارِ مہدی و عیسےٰ بھی چھوڑ دے

اس شعر سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ڈاکٹر اقبال کے نزدیک "مہدی و عیسےٰ" ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ مہدی کے نزول روحانی کے قائل تھے۔ بہر صورت

ان کا ذہن بھی مہدی کے تخیل سے آزاد نہ تھا واضح ہو کہ ڈاکٹر اقبال کا یہ شعر ان کے کسی دیوان میں نہیں پایا جاتا۔ مگر میرے گھر اخبار "خلافت" کا جو فائل ہے۔ اس میں میں نے ان کا یہ شعر دیکھا تھا۔

ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم جو ماہر اقبالیات سمجھے جاتے ہیں انہوں نے اس شعر کے متعلق "فکر اقبال" میں لکھا ہے کہ یہ شعر اقبال کا ہے۔ مگر دیوان کی ترتیب دیتے وقت اس کا اندراج مناسب نہیں سمجھا گیا۔ اس سے خواہ مخواہ مسلمانوں کے ایک عقیدے کو صدمہ پہنچتا۔ اور ان کو ڈاکٹر صاحب سے بھی شکایت پیدا ہوتی۔ مگر خلیفہ صاحب لکھتے ہیں کہ آخر تک اقبال کا نظریہ یہی تھا جو مذکورہ بالا شعر میں بیان کیا گیا۔ اس جگہ اس بحث کو جانے دیجئے کہ ڈاکٹر اقبال کی خودی سے ان کا یہ عمل کیا مطابقت رکھتا ہے؟ مولانا ابو الکلام آزاد نے بھی اپنی تصنیف "تذکرہ" میں بعض مہدی خصوصاً سید محمد جونپوری پر بحث کی ہے۔ اور انہیں راستباز ثابت کیا ہے۔

غرض شریعت اسلامیہ اپنے دوام و بقاء اور "تکمیل اشاعت" کے لئے ایک نظریہ مہدویت کی محتاج ہے۔ اس زمانے میں جس "مہدی کامل" کا ظہور ہوا ہے۔ اس کی تصدیق خود ضرورت زمانہ کر رہی ہے۔ اس سائنسی اور ایٹمی دور میں حقائق قرآنیہ بیان کرنے کے لئے ایک ایسے مفسر قرآن کی ضرورت تھی۔ جس کا دل و دماغ حوادث زمانہ کی دستبرد سے آزاد ہو۔ اور جس نے خدا کے ظل عاطفت میں پرورش پائی ہو۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے اسی بات کا دعوے کیا۔ آپ فرماتے ہیں:-

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں:-

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

اسوۂ کاملہ صوفی صاحب نے دوسری بات یہ کہی ہے کہ جو دین کامل کے اسوۂ کاملہ کو سمجھتا ہو اور اس پر عمل کرتا ہو۔ اس کو اپنی نجات کے لئے تصدیق مہدی کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس قول کی بالکل ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے کوئی شخص کہے کہ جس شخص کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ کاملہ پر عمل ہے۔ اس کو انبیاء ماسبق کے ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ یقیناً ایسے سوال کا یہ جواب دیا جائے گا کہ آپ کے "دین کامل" کے "اسوۂ کاملہ" میں تو تمام انبیاء کی تصدیق بھی شامل ہے۔ بالکل اسی طرح ہم یہ جواب دیں گے۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "اسوۂ کاملہ" میں امام مہدی کی تصدیق بھی شامل ہے۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ کاملہ پر عمل پیرا ہوگا۔ وہ یقیناً بزرگوں کی تصدیق موجب نجات اور ان کی تکذیب باعث ہلاکت سمجھے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو "خلیع الرسن" نہیں چھوڑا ہے۔ نہ یہ فرمایا ہے کہ اب میرے بعد تم پر کسی کی تصدیق و تکذیب کی کوئی ذمہ داری نہیں۔

اخلاقی نکتہ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ان لوگوں کے نزدیک "نبوت محمدیہ" کا کیا تصور ہے؟ اور ان لوگوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و معاشرت سے کیا تعلیم پائی ہے؟ صوفی صاحب اس طرف توجہ فرمائیں۔ کہ عہد حاضر میں کسی کی تصدیق و تکذیب صرف ایک دینی مسئلہ نہیں رہ گیا۔ جس پر پہلے صرف علماء و صوفیاء کو غور کرنے کا حق تھا۔ بلکہ اب وہ ایک اخلاقی و معاشرتی مسئلہ بھی بن گیا ہے۔ اور انسان کا فلسفۂ اخلاق جتنی ترقی کرتا جاتا ہے یہ مسئلہ اتنا ہی نازک ہوتا جاتا ہے اس وقت صوفی صاحب کی اصطلاح تصدیق شخصی و جنسی سے کوئی مرعوب نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس وقت "فلسفۂ اخلاق" کا زبردست تقاضا ہے کہ حدیث انزلوا الناس علےٰ قدر منازلھم پر پورا پورا عمل کیا جائے۔ اور تصدیق شخصی و جنسی کا مسئلہ چھیڑ کر انسان کے اخلاق و معاشرت میں خلل نہ ڈالا جائے

تصدیق شخصی کی اہمیت پھر صوفی صاحب اس حقیقت سے بھی واقف ہوں گے۔ کہ تصدیق "نوعی و جنسی" کا دنیا عمل میں کوئی اعتبار نہیں۔ اعتبار تصدیق شخصی ہی کا ہوا کرتا ہے۔ اگر آپ کسی غیر مسلم قوم کے سامنے اپنا یہ عقیدہ پیش کریں کہ ہم تمام پیشوایان مذاہب "کو" مانتے ہیں۔ مگر اس قوم کے کسی شخص معین کو نبی کہنے سے معذور ہیں تو آپ کا یہ عقیدہ نہ آپ کے لئے مفید ہوگا نہ سننے والوں کے لئے۔ چونکہ سوال دراصل شخصیت ہی کی تصدیق کا ہوتا ہے نہ نوع و جنس کی تصدیق کا۔

اب کتاب و سنت۔ آثار اور زمانے کے اشارات کو سمجھئے۔ اگر یہ سمجھ میں آ سکے۔ کہ اس عہد میں اصلاح اُمت کے لئے کسی ہدایت یافتہ مرد کی ضرورت ہے تو اس شخص معین کی تلاش کیجئے جو اس عہد میں مسلمانوں کا "میر کارواں" ہے۔ ہم لوگوں نے اپنی بصیرت و معرفت کے مطابق اسی "سالار قافلہ" کی تلاش کر لی ہے۔ اور وہ ہیں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام جو اس عہد میں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی "حُدی" پڑھتے ہوئے کارواں کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

محترم صوفی صاحب! اگر آپ کا اسلامی ذوق اس جستجو کی زحمت گوارا نہیں کر سکتا تو یہ اور بات ہے۔ لیکن ایسا ستم نہ کیجئے کہ اپنی کم ہمتی و بے مائگی پر پردہ ڈالنے کے لئے تصدیق شخصی کی اہمیت سے انکار کر ڈالئے۔

مسئلہ نجات صوفی صاحب نے اسی ضمن میں مسئلہ نجات کا بھی حوالہ دیا ہے تو معلوم ہو کہ "دین کامل" کے "اسوۂ کاملہ" کی جو کامل پیروی کرے گا اس کو کامل نجات حاصل ہوگی۔ اور جس کا عمل جتنا ناقص ہوگا اس کا درجہ نجات بھی اتنا ہی ناقص ہوگا۔ ہمارا یہی نظریۂ نجات ہے۔

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ملحوظ رہے کہ ہمارے نزدیک دین کامل کے "اسوۂ کاملہ" کا کامل متبع کبھی مجدد مسیح اور مہدی کی تصدیق شخصی سے گریز نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ جس میں اتباع کامل کا جوش ہوگا۔ وہ ان آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کو کیسے نظر انداز کرے گا جن میں فتنۂ یاجوج و ماجوج۔ خروج دابۃ الارض۔ ظہور دجال، اور نزول مسیح و مہدی کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ یہ تو مکرم صوفی صاحب اور ان کے ہم مشربوں کا مخصوص "انداز فکر" ہے کہ دین کے "اسوۂ کاملہ" پر عامل ہونے کے بھی مدعی ہیں۔ اور اس کے نمایاں تقاضوں پر عمل کرنے سے گریز بھی کرتے ہیں۔

تصدیق مہدی تعجب ہے کہ صوفی صاحب نے تصدیق مہدی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "اسوۂ کاملہ" سے کیسے خارج قرار دیا۔ حالانکہ یہ آپ کے "اسوۂ کاملہ" کا ایک جزو لازم ہے۔ اسی لئے ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ جو شخص انکار مسیح و مہدی کے باعث نجات کاملہ سے محروم ہوگا۔ اس کی محرومی کا اصل سبب یہ ہوگا کہ اس نے دین کامل کے "اسوۂ کاملہ" پر پورا عمل نہیں کیا۔ اگر صوفی صاحب وجود مہدی و مسیح کو اسوۂ محمدیؐ کا مغائر ثابت کرنا چاہیں تو ان کی کھلی "تنگ نظری" ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے یہ جو فرمایا کہ

منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور "دین کامل" کے "اسوۂ کاملہ" کا ایک جزو ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو گذر گئے۔ اب آپ کی صفات کا ظہور انہیں مظاہر کے ذریعہ ہوا کرے گا صوفی صاحب اگر اس اصل کو نہیں مانتے تو یقین جانئے کہ اسلام کا سارا "نظام فکر" درہم برہم ہو جاتا ہے۔ ذرا غور تو فرمائیے کہ ایک شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زبانی اظہار ارادت کے بعد تمام "اکابر امت" کے خلاف زبان طعن دراز کرتا ہے فقہاء و محدثین کو فرقہ پرست۔ صوفیاء کو متبدع، متکلمین کو جھگڑالو کہتا ہے حتیٰ کہ خلفاء ثلاثہ کے خلاف تبرا بھی پڑھتا ہے۔ آپ کس قانون کے ماتحت اس کو اس غیر اسلامی حرکت سے روک سکیں گے۔ آپ کے نزدیک تو تصدیق شخصی اسوۂ کاملہ کا جزو نہیں۔ اور محمد رسول اللہ کا نام لینے کے بعد انکار شخصی پر کوئی مواخذہ نہیں۔

صوفی صاحب! اگر اسلام کا یہی "نظام اخلاق" ہے۔ پھر تو خدا ہی اپنے دین کامل کو آپ لوگوں کے "دست تصرف" سے بچائے۔

صوفی صاحب! یہ زمانہ آزادروی اور مذہبی شخصیتوں کے خلاف اعلانِ جنگ کا ہے۔ اگر آپ نے اس عہد میں بھی "تصدیق شخصی" کی اہمیت نہیں سمجھی تو کب سمجھیں گے؟

(باقی)

مولوی سید صمصام الدین صاحب کی وفات پر جماعت احمدیہ سونگھڑہ کی طرف سے قرار داد تعزیت

احباب جماعت سونگھڑہ کو جناب مولوی سید صمصام الدین صاحب مرحوم کی اچانک وفات پر انتہائی صدمہ پہنچا۔ کیونکہ مرحوم مغفور عرصہ دراز تک جماعت ہائے احمدیہ اڑیسہ کی طرف سے آنریری مبلغ کے طور پر بے لوث خدمات سلسلہ بجا لاتے رہے اور پھر مرحوم کی موت ایسے وقت واقع ہوئی جبکہ وہ خدمت دین کے سلسلہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کے ہمراہ اڑیسہ کے مختلف علاقوں میں بزبان اڑیہ لیکچرار کا کام باحسن سر انجام دے رہے تھے۔ اور ابھی کام سے فارغ ہوتے ہی جب وہ اپنے جائے قیام بمقام کیندرک پہنچے تو مرض کا حملہ ہوا۔ اور صرف ایک دن کے اندر اندر اپنے مالک حقیقی کے پاس جا پہنچے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایسے نیک انجام پر جہاں ہمیں رشک ہے وہاں مرحوم کی اچانک وفات پر صدمہ بھی ہوا ہے۔ کہ اس علاقے کا بہترین مقرر اور پُر جوش آنریری مبلغ ہمیشہ ہمیش کے لئے ہم سے جُدا ہو گیا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے فضل سے جوار رحمت میں جگہ دے اور اُن کے پسماندگان کا اور جماعت ہائے اڑیسہ کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

خاکسار سید حسام الدین عفی عنہ
امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ

منقولات

سوویٹ روس میں خدا اور اسپٹنک

"روح کی ابدیت پر یقین محض ایک وہم اور بے سرو پا خیال ہے۔" مارکس اور لینن کی تاریخی اور جدلیاتی مادیت کی بنیاد پر جو فلسفہ پیش کیا گیا ہے وہ مذہبوں کی تمام شکلوں سے بدتر ہے۔"

یہ ان متعدد تقریروں کے چند اقتباسات ہیں۔ جو جنوری ۱۹۵۸ء میں اشتراکی ملکوں کے عوام کے لئے نشر کی گئی تھیں۔ یہ تقریریں مذہب کے متعلق "سائنٹفک" نقطۂ نظر کو مقبول بنانے کی مہم کا ایک حصہ ہیں۔ جو گذشتہ سال سوویت یونین میں الحاد کی تبلیغ کے لئے شروع کی گئی ہے۔

اشتراکی حکمرانوں کی موجودہ پالیسی اگرچہ ان کی سابق پالیسی سے قدرے مختلف ہے۔ مگر وقتاً فوقتاً پرانی پالیسیوں کا اعادہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ اور ان پر عملدرآمد کے دوران سخت گیری سے کام لیا جاتا ہے۔ مذہب کے خلاف اشتراکی پراپیگنڈے کو اگر بہت سیدھا سادہ بنانا ہوتا ہے تو یہ کہنا کافی سمجھا جاتا ہے کہ جن روسی ہوابازوں نے بادلوں کے اوپر پرواز کی ہے انہیں خدا کہیں نظر نہ آیا۔ بعض اوقات یہ طریق کار اختیار کیا جاتا ہے کہ سوویت یونین کا کوئی نوجوان ماسکو ریڈیو پر اعلان کرتا ہے کہ ایک زمانے میں خدا پر اس کا عقیدہ تھا۔ مگر اب اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔ اور اس نے جدید اور سائنٹیفک الحاد اختیار کر لیا ہے۔ مذہب دشمن پراپیگنڈے کے لئے اکثر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسپٹنک نے حقیقی اور مکمل طور پر مادی آسمان کا راستہ دکھایا۔

<u>حیات بعد الممات</u> جنوری میں ماسکو ریڈیو سے ایک طویل تقریر نشر کی گئی۔ جو ڈھائی ہزار الفاظ پر مشتمل تھی۔ اس میں حیات بعد الممات کے عقیدے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا گیا جو دوسری زندگی کے قائل ہیں وہ یقینی طور پر ایسی اور پریوں کی فرضی کہانیاں سن کر گمراہ ہو گئے ہیں۔ اور روح کے وجود پر عقیدہ رکھنے والے "شجر علم کے گلہائے بے ثمر" قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ جنوری ہی میں ماسکو ریڈیو کی ایک اور نشری تقریر میں روح کی ابدیت پر عقیدے کی شدید مذمت کرتے ہوئے اعلان کیا گیا کہ روح ہرگز غیر فانی نہیں ہے۔ اور دوسری زندگی کا عقیدہ محض ایک واہمہ ہے۔ ریڈیو نے سامعین کو یاد دلایا کہ لینن نے بھی کہا تھا کہ یہ ایک غیر صحت مند وہم ہے۔ موت کے بعد زندگی اور آخرت پر عقیدہ رکھنا بالکل لغو ہے۔ موت کے بعد زندگی کے ماننے والے نہ صرف اپنے معترضین کو جواب دینے سے قاصر ہیں بلکہ یہ عقیدہ ان کے لئے صریح طور پر نقصان دہ بھی ہے۔ اس تقریر میں پرزور الفاظ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو لوگ موت کے بعد زندگی پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ ریاکار ہیں۔ کیونکہ جہاں تک عملی زندگی کا تعلق ہے کوئی شخص بھی اپنی روح کی ابدیت پر تکیہ نہیں کرتا وہ اس توقع کے ساتھ اپنی زندگی کو ختم کرتا ہے کہ اس کی جسمانی موت کے بعد روح کو بہتر حالات میسر آجائیں گے۔

اسپٹنک اور خدا

مذہب کے بنیادی عقائد پر غالباً سب سے زیادہ شدید حملہ روس میں اسپٹنک چھوڑنے کے بعد کیا گیا۔ ایک نشری تقریر میں مذہب دشمن عناصر پر زور دیا گیا تھا کہ وہ مصنوعی سیارہ چھوڑنے میں کامیابی سے پورا فائدہ اٹھائیں۔ اور لوگوں کی توجہ "ایک خیالی خدا" اور دوسری مذہبی چیستانوں کی جانب سے ہٹا دیں۔ آجکل کمیونسٹ پارٹی کی تنظیموں اور انجمن برائے اشاعت علوم سیاسی و سائنسی شاخوں نے ملحدانہ علوم کو مقبول بنانے کے لئے اپنی مہم تیز کر دی ہے۔ اور ان کی کوشش یہی ہے کہ وہ "خیالی خدا" پر عقیدہ رکھنے والوں کی توجہ حقیقی اور مکمل طور پر مادی آسمان کی جانب مائل کر دیں۔

خروشچیف کا اعتراف

روس میں سائنٹفک پروپیگنڈے کی موجودہ مہم کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ یہ خروشچیف کے ایک حکم کا نتیجہ ہے جو ساڑھے تین سال قبل جاری کیا گیا تھا۔ ملحدانہ پروپیگنڈے سے متعلق خروشچیف کا یہ حکم ۱۱ر نومبر ۱۹۵۴ء کو شائع ہوا تھا۔ جس میں سائنٹیفک الحاد کے پروپیگنڈے کا معیار بلند کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا گیا تھا کہ خدا پرستوں کے خلاف تعزیری کارروائیوں سے ان کے مذہبی عقائد اور زیادہ راسخ ہو جاتے ہیں۔ خروشچیف کا یہ اعتراف انتہائی معنی خیز اور دلچسپ ہے۔ کیونکہ مذہب کے خلاف کمیونسٹوں کی مہم تضحیک و تمسخر سے خونریز تطہیری کارروائیوں تک ہر شکل میں جاری رہی ہے۔

سوویت یونین میں خدا پرستوں پر ظلم و ستم کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ حیرت انگیز حقیقت بھی پوری طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ روس میں مذہبی اخبار کے علمبردار اب بھی موجود ہیں اور ان کے خلاف تعزیری کارروائی ضروری سمجھی جاتی ہے۔ اپنی چالیس سالہ حکومت کے دوران میں روس کے اشتراکی حکمرانوں نے اپنی عملداری میں تین بڑے عالمی مذاہب اسلام، مسیحیت، اور بدھ مت کے ماننے والوں پر قریب قریب تسلسل کے ساتھ مظالم توڑے ہیں۔

مسلمانوں کا حال زار

سوویت یونین کے ڈھنڈورچی مشرق وسطیٰ میں بڑے زور شور سے دعوے کرتے ہیں کہ روس میں مکمل مذہبی آزادی کا دور دورہ ہے۔ مگر روس میں مسلمانوں اور اسلام کے حال زار کو دیکھ کر حقائق کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ ۱۹۱۷ء میں سوویت یونین کی سولہ میں چھ جمہوریتوں ازبکستان، ترکستان، قازقستان، کرغزستان، تاجکستان اور آذربائیجان میں مسلمانوں کی غالب اکثریت تھی۔ ان میں ۲۵ ہزار کے قریب مساجد تھیں جن میں سے اکثر میں مذہبی تعلیم کے لئے مکتب بھی تھے۔

۱۹۲۹ء میں اشتراکی حکومت نے اسلام کے خلاف ایک بھرپور حملہ شروع کیا۔ جس کے دوران میں مسلمانوں کے ہزاروں علماء، ائمہ مساجد اور مذہبی پیشوا قید کر دیئے گئے۔ اور مسجدیں ضبط کر لی گئیں۔

اسی اثناء میں اشتراکی حکمرانوں نے مسلم علاقوں میں ایک اور تبدیلی پیدا کر دی۔ اور ان میں دوسری نسل کے لوگ بالخصوص روسی نژاد باشندوں کو آباد کرنا شروع کر دیا۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اب قازق جمہوریہ میں قازقوں کی اکثریت باقی نہیں رہی۔

آذربائیجان کے دارالحکومت باکو میں آذربائیجان کے باشندوں کی تعداد اب مجموعی آبادی کی بمشکل پچاس فی صدی رہ گئی ہے۔ کرغزیہ میں بھی روسیوں کو اس کثرت سے آباد کر دیا گیا ہے کہ آبادی میں کرغزیوں کا تناسب مشکل سے پچاس فیصد رہا ہے۔ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۵ء تک پورے روس میں وسیع پیمانہ پر تطہیری کارروائیوں کا سلسلہ روا رکھا گیا۔ ہزاروں مذہبی پیشواؤں کو گولی مار دی گئی یا جلا وطن کر دیا گیا۔ گرجاؤں یا مسجدوں کو بند یا مسمار کر دیا گیا اب ان کی تعداد محض نام کے لئے رہ گئی ہے تاکہ سوویت یونین میں "مذہبی آزادی کا ثبوت" پیش کیا جا سکے۔

(بشکریہ الجمعیۃ دہلی ۱۴ر جون ۱۹۵۸ء)

فضا ہموار ہو رہی ہے

خبر ہے کہ مرکزی وزارت تعلیم، اردو سے متعلق ورکنگ کمیٹی کی قرارداد کی روشنی میں کوئی اہم قدم اٹھانا چاہتی ہے۔ یعنی وہ اس بات پر زور دے گی کہ جن علاقوں میں اردو کا چلن ہے وہاں اسے مناسب حیثیت دی جائے اور اس میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ اس وقت مرکزی وزارت تعلیم، یوپی، بہار، پنجاب اور دہلی میں اردو کی پوزیشن کے بارے میں ایک نوٹ تیار کرنے میں مصروف ہے۔ غالباً ریاستی حکومتوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اردو کے سلسلہ میں ضروری اعداد و شمار مرکز میں بھیجیں۔ ان اعداد و شمار کی روشنی میں وزارت تعلیم ایک عام منصوبہ تیار کرے گی۔ اور اس کے نفاذ کے لئے تمام ہدایات دیگی۔ دہلی میں اردو کو علاقائی زبان قرار دینے کیلئے بھی وزارت تعلیم ایک نقشہ تیار کر رہی ہے۔

اس وقت ریاستوں کے لئے سب سے اہم سوال یہ ہے کہ اردو کے بارے میں پنڈت جواہر لال نہرو کی بات کس طرح رکھی جائے۔ اگر اردو دشمنی کا جذبہ کم نہیں ہوتا تو یہ پنڈت نہرو کے وقار کو ایک زبردست چیلنج ہوگا۔ اگر ان کی بات چون و چرا کے بغیر مان لی جاتی ہے تو نہ صرف اردو کے ساتھ انصاف ہوتا ہے بلکہ پنڈت جی کی باتوں کا وزن بھی بڑھ جاتا ہے۔ اور اسی سے ہمارے ڈسپلن کی نشاندہی بھی ہو سکتی ہے۔ سب سے اہم سوال اتر پردیش کا ہے، یہی وہ ریاست ہے جہاں اردو ہندو مسلمانوں کی زبان ہے پنڈت نہرو کی زبان ہے، ان کے گھر اور خاندان کی زبان ہے۔ اس کے باوجود اردو کی مخالفت بھی یہاں جگہ جگہ ہو رہی ہے۔ لیکن اطمینان کی بات یہ ہے کہ پنڈت نہرو کی نظر بھی اسی ریاست پر ہے۔ اور وزارت تعلیم نے بھی اسی کو اپنی نگاہ میں رکھا ہے۔ ممکن ہے کہ اس دفعہ یوپی میں پنڈت نہرو کے سہارے اردو کا بول بالا ہو اور اسے اس کا حق عطا کر دیا جائے۔ اگر ایسا ہوا۔ تو یہ فرقہ واریت کی پہلی عبرت ناک شکست ہوگی۔

(الجمعیۃ دہلی ۱۴/۶/۵۸ء)

یوم خلافت کی مبارک تقریب پر مختلف مقامات پر جلسے

جماعت احمدیہ باڑی پورہ و چک امیرج (کشمیر)

جماعت احمدیہ باڑی پورہ و چک امیرج کی طرف سے مشترکہ طور پر مورخہ ۲۷ رمئی ۵۸ء کو جلسہ یوم خلافت زیر صدارت میر غلام محمد صاحب امیر جماعت جلسہ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد صاحب صدر نے افتتاحی تقریر میں جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ اس کے بعد مولوی عبدالرحیم صاحب نے خلیفۂ وقت کی کامل اطاعت اور نظام سلسلہ کے احترام کی ضرورت کو وضاحت سے بیان کیا۔ بعد ازاں خاکسار نے خلافت کی اہمیت کو بیان کیا۔ اس کے بعد راجہ محمد ایوب خاں صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خلیفہ برحق ہونے پر تقریر کی۔

ان کے بعد سید باغ علی شاہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ چک امیرج نے نوجوانوں کو خلیفہ وقت کی اطاعت اور نظام سلسلہ کی فرمانبرداری کرنے کی نصیحت کی۔ بالآخر صاحب صدر نے آیت استخلاف سے ثابت کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی سلسلۂ خلافت جاری ہے۔ اس طرح بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار راجہ غلام محمد خان صدر جماعت احمدیہ چک امیرج (کشمیر)

جماعت احمدیہ بڈھانوں

بعض مقامی مجبوری کے باعث بجائے ۲۷ رمئی کے مورخہ ۶ رجون کو جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔ بعد نماز جمعہ زیر صدارت مکرم چوہدری صاحب محمد ابراہیم صاحب جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مولوی ثناء اللہ صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نے آیت استخلاف کی تشریح کر کے برکات خلافت پر روشنی ڈالی۔ اور خلافت کی اہمیت کو احادیث کے حوالوں سے ثابت کیا۔

دوسرے نمبر پر خاکسار نے "خلافت نبوت کا تتمہ ہے" کے موضوع پر تقریر کی۔ اور خلافت کے ماننے والوں اور منکرین ہر دو فریق کے انجام کی وضاحت کرتے ہوئے آیت کریمہ ابیٰ واستکبر وکان من الکافرین کی تشریح کی۔ چونکہ جلسہ میں غیر احمدی دوستوں نے بھی بکثرت شمولیت کی تھی۔ اس کے موقعہ و محل کے مطابق صداقت مسیح موعود کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔ اور بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے اسلام ادیانِ عالم پر غالب کرنے کے لئے اسلام میں پھر سے سلسلہ خلافت کا اجرا فرمایا اور درست کہا ہے کہ مسلمانوں کو اُن کی کھوئی ہوئی چیز مل گئی ہے۔ ضمناً سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے کارنامے پیش کر کے بتایا کہ اس وقت مسلمانوں کی تنظیم اُن کی صحیح تربیت اسلام کی ترقی خلافت ہی کے ساتھ وابستہ ہے۔ ان تمام باتوں کا جملہ حاضرین پر نہایت اچھا اثر ہوا۔ اور اس طرح لمبی دعا کے بعد جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ خاکسار

بشیر حمید اللہ مبلغ سلسلہ

آسنور (کشمیر)

یوم خلافت کی تقریب پر بعد مغرب مورخہ ۲۷ رمئی جلسۂ خلافت مسجد احمدیہ آسنور میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار نے خلافت کی اہمیت اور برکات پر تقریر کی اور پھر محترم قاضی ظہور الدین صاحب اکمل کی تازہ نظم جس میں خلافت کی برکات کا تذکرہ تھا اخبار "بدر" سے سنائی گئی۔

اور سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور عمر میں برکت پانے کے لئے دعا پر جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔

خاکسار عبدالواحد صدر آسنور

بھاگل پور

۱۵ رجون کو بعد نماز مغرب جلسہ یوم خلافت منعقد کیا جس میں علاوہ احباب جماعت کے بعض غیر احمدی دوستوں نے شرکت فرمائی۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مولوی عبدالحق صاحب نے آیت استخلاف سے خلافت کی ضرورت اور اہمیت پر روشنی ڈالی۔ نیز دورِ اول و دورِ ثانیہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوت کی غیر معمولی برکات کو مثالوں سے واضح کیا۔ دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

کوڈالی

۲۷ رمئی کو مغرب کی نماز کے بعد مدرسہ احمدیہ میں جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔ اور جماعت احمدیہ کے مرد و زن اور بچوں نے شرکت کی۔ مستورات کے لئے پردہ کا انتظام تھا۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم مولوی پی محمد احمد صاحب مالاباری نے ایک گھنٹہ تقریر فرمائی اور خلافت کی برکات و فوائد بیان کئے۔ دعا کے بعد جلسہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

فریضہ تبلیغ کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:-

"تبلیغ ایک جہاد ہے۔ اور یہ جہاد ہر شخص پر فرض ہے۔ تو جو شخص اس اہم فریضہ کو ترک کرتا ہے اس کے گنہگار ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ پس ہر احمدی جو اپنی زبان سے دوسروں کو تبلیغ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اگر وہ اپنے اوقات میں تبلیغ کے لئے کوئی وقت نہیں دیتا۔ تو وہ یقیناً ایک فریضہ کو ادا نہ کرنے کی وجہ سے ایسا ہی گنہگار ہے جیسے نماز کا تارک گنہگار ہے۔ پس اس مسئلہ کی اہمیت جماعت کو اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے۔ اور یہ امر ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ اس وقت تک تلوار کے جہاد کی بجائے تبلیغ اسلام کا جہاد ہر مومن پر فرض ہے۔"

آپ غور فرمائیے کیا آپ اس اہم فریضہ کی ادائیگی کر رہے ہیں۔ اگر نہیں تو خدا تعالیٰ کے حضور کیا جواب دیں گے؟ آپ مندرجہ ذیل صورتوں میں تبلیغ کے فریضہ کی ادائیگی کر سکتے ہیں۔ اپنے نیک نمونہ کے علاوہ

ا۔ تقریر کے ذریعہ سے

ب۔ بات چیت کے ذریعہ سے

ج۔ لٹریچر کے ذریعہ سے

د۔ خط و کتابت کے ذریعہ سے

ر۔ خدمتِ خلق کے ذریعہ سے

س۔ اخبار بدر دوسروں کے نام جاری کرنے سے۔

ع۔ مد نشر و اشاعت میں چندہ دے کر توسیع لٹریچر کے ذریعہ سے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

اخبار بدر

احباب جماعتہائے ہندوستان کی خدمت میں گذارش

از جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ سلسلہ احمدیہ قادیان

برادران! آپ کو معلوم ہے کہ باوجود گوناگوں مشکلات اور مجبوریوں کے کئی سال سے اخبار بدر مرکز سلسلہ سے شائع ہو رہا ہے۔ یہ اخبار مرکز ہندوستان میں سلسلہ احمدیہ کا آرگن ہے۔ اور اس کے مطالعہ سے سلسلہ کے حالات اور معلومات کے علاوہ مرکزی تحریکات کا علم بھی ہوتا رہتا ہے۔ نیز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے تازہ خطبات اور اسلام اور احمدیت کے متعلق علمی مضامین کے مطالعہ کی توفیق ملتی ہے۔ باوجود ان سب خوبیوں کے اور باوجود اشیاء کی گرانی کے "بدر" کا سالانہ چندہ صرف چھ روپے ہے یعنی آٹھ آنے ماہوار۔ گویا یہ اخبار ملک کے سب اخباروں سے سستا ہے۔

احباب کو چاہیئے کہ نہ صرف خود اس کی خریداری اور اعانت میں حصہ لیں بلکہ دوسروں کو بھی اس کار خیر میں شریک کریں۔ مخلصین جماعت "بدر" کی امداد مندرجہ ذیل طریق پر کر کے اللہ تعالیٰ سے اجر پا سکتے ہیں۔

۱۔ ہر مخلص دوست اس کا خود خریدار بنے۔

۲۔ دوسرے احباب کو خریدار بنائیں

۳۔ اپنے غیر احمدی رشتہ داروں۔ دوستوں اور اپنے غیر مسلم احباب کے نام زیادہ سے زیادہ پرچے جاری کرائیں۔

۴۔ خوشی کی تقاریب پر بطور عطیہ کے اخبار کے لئے رقم ارسال کریں۔

۵۔ ضروری مضامین اور خبریں "بدر" کے لئے بھجوائیں۔

ممکن ہے آپ کو بدر میں بعض خامیاں نظر آتی ہوں۔ لیکن اگر اس کی خریداری زیادہ ہو جائے تو ان نقائص کو کم سے کم کیا جا سکتا ہے۔ پس ان نقائص کو دور کرنے کے لئے بھی احباب کے تعاون کی ضرورت ہے۔

امید ہے کہ احباب اپنی اس آواز کو زیادہ سے زیادہ بلند اور زیادہ سے زیادہ وسیع کرنے کی امداد فرما دیں گے۔

اللہ تعالیٰ سب احباب کو اس کی توفیق عطا فرما دے اور حافظ و ناصر رہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

خوشخبری

آسمانی تحفہ کا گورمکھی ایڈیشن شائع ہو گیا

احباب کو یہ اطلاع مسرت سے دی جاتی ہے کہ "آسمانی تحفہ" کا مفید ٹریکٹ جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مختصر تعلیم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے پیش کرنے کے علاوہ جماعت کی روحانی خصوصیات بالخصوص قبولیت دعا کے نشانات کا ذکر ہے اور قارئین کو احمدیہ جماعت اور اس کے مقدس امام سے دعا کرا کے مشکلات کو دور کرانے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

اس دوسرے ایڈیشن میں چار صفحات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جن میں مشہور سکھ لیڈروں اور اخبارات کی بعض تازہ آراء احمدیہ جماعت کے حق میں درج کی گئی ہیں۔ جن میں جناب سردار پرتاپ سنگھ کیروں وزیر اعلےٰ پنجاب کی رائے بھی شامل ہے۔ ٹریکٹ کا حجم کل بارہ صفحات ہے۔

احباب سے استدعا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں منگوا کر سکھ دوستوں میں تقسیم کریں۔ قیمت فی سینکڑہ برائے نام رکھی گئی ہے۔ یعنی چار روپے سینکڑہ علاوہ محصول ڈاک۔ ڈاک کا خرچ ضرور ارسال فرما دیں تاکہ بھجوانے میں سہولت ہو۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مرمتِ مقاماتِ مقدسہ اور احباب جماعت کا فرض

گزشتہ ساون کی غیر معمولی بارشوں اور سیلاب کے باعث قادیان کے مقامات مقدسہ اور ہمارے ایریا کے مکانات کو جو نقصان پہنچا ہے اس کی غیر معمولی مرمت کے لئے خاص چندہ کی اپیل کرتے ہوئے بیشتر ازیں جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے مخلصین کو تحریک بھجوائی جا چکی ہے اور عام اعلانات اخبار "بدر" کے علاوہ خاص سرکلر چٹھی کے ذریعہ بھی دوستوں کو اس اہم کام میں حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے۔ لیکن اخراجات کے مقابل چندوں کی آمد برائے نام ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر دوستوں نے تاحال اس تحریک کی اہمیت اور ضرورت کو پوری طرح مدنظر نہیں رکھا۔

مقامات مقدسہ کی حفاظت اور آبادی کا فریضہ ایک ایسی عظیم الشان خدمت ہے۔ جس میں جماعت کے ہر فرد کو حصہ لینا چاہیئے۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ خدمت کے اس موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے حسب توفیق زیادہ سے زیادہ اس میں حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں اور یقین رکھیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے شعائر کی حفاظت اور خدمت کی خاطر قربانی میں اپنا قدم آگے بڑھاتا ہے وہ نہ صرف آخرت میں بہترین اجر کا مستحق ہوتا ہے بلکہ اسی دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ اس کے مال میں دوسروں کی نسبت زیادہ برکت ڈالتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔"

پس جملہ سیکرٹریان مال کو چاہیئے کہ وہ خود بھی اس بابرکت تحریک میں حصہ لیں۔ اور جماعت کے دیگر جملہ افراد کو بھی اس میں شامل کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

پروگرام دورہ مکرم مولوی مبارک علی صاحب فاضل انسپکٹر بیت المال

در جماعتہائے احمدیہ ہندوستان از ۱۵ ۷/۵۸ تا ۴ ۹/۵۸

مندرجہ ذیل جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے عہدیداران کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی مبارک علی صاحب انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق از ۱۵ ۷/۵۸ تا ۴ ۹/۵۸ بغرض معائنہ حسابات و وصولی چندہ جات دورہ کریں گے۔ آپ حضرات سے توقع ہے۔ کہ انسپکٹر صاحب بیت المال موصوف کے ساتھ اس سلسلہ میں پورا تعاون فرمائیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	روانگی از جماعت	تاریخ روانگی	رسید گی در جماعت	تاریخ	قیام	کیفیت
۱	بنگلور	۱۵-۷-۵۸	مدراس	۱۵/۷/۵۸	۲ یوم	
۲	مدراس	۱۷-۷-۵۸	حیدر آباد	۱۷/۷/۵۸	۷ "	
۳	حیدر آباد	۲۴-۷-۵۸	چنتہ کنٹہ	۲۴/۷/۵۸	۷ "	
۴	چنتہ کنٹہ	۳۱-۷-۵۸	رائچور	۱/۸/۵۸	۱ "	
۵	رائچور	۲-۸-۵۸	دیودرگ	۲/۸/۵۸	۱ "	
۶	دیودرگ	۳-۸-۵۸	یادگیر	۳/۸/۵۸	۵ "	
۷	یادگیر	۸-۸-۵۸	شولاپور	۸/۸/۵۸	۱ "	
۸	شولاپور	۹-۸-۵۸	ظہیر آباد	۹/۸/۵۸	۲ "	
۹	ظہیر آباد	۱۱-۸-۵۸	بمبئی	۱۳/۸/۵۸	۵ "	
۱۰	بمبئی	۱۸-۸-۵۸	ستنارہ	۱۸/۸/۵۸	۱ "	
۱۱	ستارہ	۱۹-۸-۵۸	بلگام	۱۹/۸/۵۸	۱ "	
۱۲	بلگام	۲۰-۸-۵۸	باندہ	۲۰/۸/۵۸	۱ "	
۱۳	باندہ	۲۱-۸-۵۸	وینگورلا	۲۱/۸/۵۸	۱ "	
۱۴	وینگورلا	۲۲-۸-۵۸	نندگڑھ	۲۲/۸/۵۸	۱ "	
۱۵	نندگڑھ	۲۳-۸-۵۸	النور	۲۳/۸/۵۸	۱ "	
۱۶	النور	۲۴-۸-۵۸	دھارواڑ	۲۴/۸/۵۸	½ "	
۱۷	دھارواڑ	۲۴-۸-۵۸	ہبلی	۲۵/۸/۵۸	۱ "	
۱۸	ہبلی	۲۶-۸-۵۸	شموگہ	۲۶/۸/۵۸	۵ "	
۱۹	شموگہ	۱-۹-۵۸	ساگر-سورب	۱/۹/۵۸	۳ "	
۲۰	ساگر-سورب	۴-۹-۵۸	گبّی	۴/۹/۵۸	۱ "	

تفصیل چندہ نشر و اشاعت

اور

احباب کی خدمت میں ضروری گذارش

چندہ نشر و اشاعت ارسال کرتے ہوئے اکثر دوست اس کی تفصیل سے دفتر ہذا کو اطلاع نہیں دیتے۔ اس سے قبل بھی بذریعہ اخبار احباب کی خدمت میں درخواست کی گئی تھی کہ چندہ نشر و اشاعت ارسال کرنے وقت احباب تفصیل سے دفتر ہذا کو اطلاع دیا کریں۔ ایسا کرنے سے ایک تو خط و کتابت کے اخراجات بچ جاتے ہیں دوسرے وقت پر تفصیل موصول ہو جانے کی وجہ سے دفتری ریکارڈ درست رہتا ہے کیونکہ جن دوستوں نے وعدہ جات کئے ہوئے ہیں ان مخلصین کو ادائیگی کی طرف توجہ دلانی پڑتی ہے۔ اور اگر تفصیل رقم کے ساتھ موصول ہو جائے تو بہت سے دوستوں کو یاد دہانی کرانے کی ضرورت بھی محسوس نہ ہوگی۔ اور اس طرح بہت سی رقم بچت میں آ سکتی ہے۔ امید ہے کہ مبلغین کرام صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال اس طرف خاص توجہ فرما کر مشکور فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ اور زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

اعلان نکاح مورخہ ۲۰ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی قادیان نے مسماۃ عائشہ بیگم صاحبہ دختر مکرم اسرار محمد صاحب ساکن راٹھ ضلع ہمیرپور یوپی کا نکاح فتح محمد صاحب نانبائی درویش قادیان کے ساتھ بعوض مبلغ پانچصد روپیہ حق مہر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ اور ہر دو کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

خبریں

نئی دہلی - ۲۳ جون - وزیر اعظم پنڈت نہرو آج ملتانی سے جہاں کہ وہ گذشتہ بارہ دن سے چھٹی منا رہے تھے واپس نئی دہلی پہنچ گئے پالم کے ہوائی اڈے پر اخبار نمائندوں کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے آپ نے ہنگری کے قوم پرست لیڈر اور سابق وزیر اعظم امرے ناگی اور ان کے تین ساتھیوں کو پھانسی دیئے جانے کے بارے میں کہا کہ یہ خبر بطور خود بھی اور امکانی نتائج کے لحاظ سے بھی نہایت افسوسناک اور رنجدہ ہے۔

بمبئی ۲۳ جون - بھارت کی بندرگاہوں میں کام کرنے والے ورکروں کی آل انڈیا فیڈریشن کی ورکنگ کمیٹی نے آج وزیر اعظم شری نہرو کی طرف سے ہڑتال ختم کرنے کی اپیل نامنظور کر دی۔ اور ہڑتال جاری رکھنے کا فیصلہ کر دیا۔ ہڑتال کا آج آٹھواں دن تھا۔ فیڈریشن نے شری نہرو سے اپیل کی تھی کہ وہ مداخلت کر کے ان کے مطالبات منظور کرائیں اور ہڑتال کھلوائیں۔ شری نہرو نے اس کے جواب میں فیڈریشن کو مشورہ دیا کہ وہ ہڑتال کھول دیں۔ حکومت ان کے ساتھ انصاف کرے گی۔

چنڈی گڑھ ۲۳ جون - پنجاب کے وزیر مال و لوکل سیلف گورنمنٹ گیانی کرتار سنگھ نے آج بتایا کہ پنجاب میں میونسپل کمیٹیوں کے چناؤ کا پروگرام ستمبر کے آخر میں شروع ہو جائے گا۔ اور پولنگ نومبر کے آخری ہفتہ میں ہوگا۔ آپ نے بتایا کہ لوکل باڈیز چناؤ باقاعدہ ہوں گے اور پہلا گروپ جس کا پولنگ نومبر میں ہوگا ۲۸ میونسپل کمیٹیوں پر مشتمل ہوگا۔ جو گیارہ اضلاع میں پھیلی ہوئی ہیں۔ میونسپل کمیٹی قادیان پہلے گروپ میں شامل ہے۔

نئی دہلی ۲۲ جون - امریکہ کے ترقیاتی قرضہ فنڈ کی طرف سے آج ہندوستان کو پہلا قرضہ دیا گیا۔ جبکہ واشنگٹن اور دہلی میں دو معاہدوں پر دستخط کئے گئے۔ یہ معاہدے ۷ کروڑ ۵۰ لاکھ ڈالر کے قرضہ کے ہیں۔ ایک معاہدہ کے تحت ۲ کروڑ ۵۰ لاکھ ڈالر پرائیویٹ سیکٹر کے ذریعہ نقل و حمل کی سکیم ۵۰ لاکھ ڈالر سیمنٹ کی صنعت کے فروغ کے لئے اور ۵۰ لاکھ ڈالر پٹ سن کی صنعت کی ترقی کے لئے قرض دیا جائے گا۔ چار کروڑ ڈالر کے اسی نوعیت کے ایک معاہدے پر واشنگٹن میں دستخط کئے گئے۔ یہ رقم ہندوستانی ریلوں کے نظام کی ترقی کے لئے دی گئی ہے۔ ہندوستان قرضہ کی ادائیگی روپیہ میں کرے گا۔

مدراس ۲۲ جون - کیرالہ کے وزیر اعظم شری نمبودری پاد نے یہاں ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کمیونسٹوں کو اس بارہ میں کوئی شبہ نہیں کہ کمیونزم بھارت میں بھی کامیاب ہوگا۔ شری نمبودری پاد نے کہا کہ دوسرے ۵ سالہ پلان کو عملی جامہ پہنانے میں جو مصیبتیں پیدا ہو گئی ہیں ان پر قابو پانے کے لئے قومی اتحاد کی ضرورت ہے۔ لیکن وہ قومی اتحاد کے معاملہ میں مسٹر شریمن نارائن بلکہ پنڈت نہرو سے بھی اسباب پر متفق نہیں ہو سکتے۔ کہ بھارت میں مارکسزم کا فلسفہ بے محل اور بے وقت راگنی بن چکا ہے۔ مارکسزم کے کچھ پیروکاروں کا سوچنے کا ڈھنگ احمقانہ ہو سکتا ہے۔ لیکن بحیثیت مجموعی مارکسزم اور لینن ازم گذشتہ ایک صدی سے نظریاتی حملوں کا کامیابی سے مقابلہ کرتے رہے ہیں۔ اور وہ صحیح ثابت ہوئے ہیں۔ مارکسزم دنیا کے بیشتر حصہ کو فتح کر چکا ہے اور کمیونسٹوں کو اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ مسٹر شریمن نارائن کی مخالفت کے باوجود بھارت میں بھی کمیونزم کامیاب ہوگا۔

بمبئی - ۲۳ جون - اچاریہ ونوبا بھاوے نے کل شام پارلیمنٹ سبھا میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ملک کو مزدور تاوان اور دوسرے مسائل کا سامنا نظریاتی اتحاد کے فقدان کی وجہ سے کرنا پڑ رہا ہے۔ مہاتما گاندھی نے اپنے عہد میں یہ اتحاد پیدا کرنے میں کچھ کامیابی حاصل کی تھی۔ لیکن ان کے سورگباش ہونے سے یہ اتحاد بھی ختم نظر آتا ہے۔ شری ونوبا نے کہا کہ آجکل ملک میں ایک طرح کی ابتری پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا علاج سطحی طور پر نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ جڑ تک پہنچنے کی ضرورت ہے۔ لوگوں کو سوچنے کا سارا ڈھنگ بدلنا ہوگا تاکہ سماج میں اتحاد پیدا ہو سکے۔

نئی دہلی ۲۳ جون - سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ ماہ اپریل ۱۹۵۸ء کے دوران میں صنعتی تنازعوں کی وجہ سے کام کے دنوں کے نقصان میں گذشتہ ماہ کی نسبت ۸ ... ۱۸۲۳ دنوں کی کمی ہوئی۔ اس ماہ کے دوران میں کسی وقت بھی چل رہے جھگڑوں کی اوسط مدت ۱۸ دن تھی جبکہ مارچ میں یہ مدت ۴۷ دن تھی۔

مدراس ۲۳ جون - دراوڑ کازگام کے لیڈر شری وی وی راماسوامی نائیکر نے الگ تامل ناڈ کے قیام کے لئے اپنی تحریک کی حمایت میں منعقدہ ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں تین بھوت اور چار بیماریاں چمٹی ہوئی ہیں۔ وہ تین بھوت یہ ہیں جمہوریت۔ ذات پات اور مذہب۔ شری نائیکر نے چار بیماریاں یہ بتائیں (۱) اخبار نویس (۲) سیاسی جماعتیں (۳) اسمبلیاں (۴) ... آگے چل کر آپ نے کہا کہ اگر بیماریوں کے قلع قمع کے لئے کوئی سا کوئی اپائے کیا جانا چاہیئے۔ نیز ان بھوتوں کو تباہ کرنے کے ذرائع ڈھونڈنے چاہیئں۔

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ جون ۱۹۵۸ء میں ختم ہے

۱۰۷۰ مکرمی محمد عمر صاحب محمد بشیر صاحب ہگل کلکتہ
۱۲۳۷ ״ سید وزارت حسین صاحب مونگھیر (بہار)
۱۲۴۲ ״ ماسٹر غلام محمد صاحب شوپیاں (کشمیر)
۱۸۲ ״ بابو عبد الرزاق صاحب گونڈہ (یو۔پی)
۱۲۲۲ ״ اعجاز حسین صاحب وڈعثمان (حیدرآباد دکن)
۹۲۵ ״ محمد یوسف صاحب شولاپور (بمبئی)
۹۲۹ ״ محمد خورشید احمد صاحب یادگیر (دکن)
۱۶۸۲ ״ حاجی پیر محمد ابراہیم صاحب کانپور (یو۔پی)
۱۲۸۲ ״ شیخ محمود احمد صاحب کنندرہ پاڑہ (اڑیسہ)
۱۶۸۷ ״ شیخ محمد انعام الحق صاحب حیدرآباد ۲ (دکن)
۱۲۲۹ ״ محمد عبد اللہ صاحب بٹ (ڈھی نگر (کشمیر)
۱۴۲۷ ״ شاہ توحید صاحب پام دالا (بہار)
۱۰۰ ״ کمال الدین صاحب مدراس (مدراس)
۱۰۱ ״ محمد رفیق صاحب مدراس (״)
۱۷۸۲ ״ مولوی احمد شیدہ صاحب کروناگاپلی (کیرالہ)
۲۹۶ مکرمی نعمت اللہ صاحب چندہ پورہ (دکن)
۱۲۸۱ ״ سید حمید الدین احمد صاحب جمشید پور (بہار)
۱۲۸۵ ״ محمد حنیف صاحب سہارنپور (یو۔پی)
۱۲۱۷ ״ ابراہیم عبد اللہ حکیم صاحب وینگورلہ (بمبئی)
۲۳۹ ״ بابو غلام رسول صاحب پوسٹ ماسٹر ستو پور (کشمیر)
۲۲۳ ״ عبد الواحد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ آسنور (کشمیر)
۱۲۱۵ ״ سید غلام ابراہیم صاحب کٹک (اڑیسہ)
۵۴ ״ انجمن احمدیہ کوڈالی (ایم مالابار)
۱۴۳۵ ״ سی۔ کے عبد اللہ صاحب پینگاڈی (این ملابار)
۱۲۵۷ ״ شیخ محمد ابراہیم صاحب ملکی مائینز (الہ)
״ ٹیبو اینڈ ٹیبو اینڈ جیبو عربت پور (بنگال)

(مینیجر بدر)